رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

تار کا نام الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار قادیان

قیمت فی پرچہ ۱/ آنہ

قیمت پیشگی سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... ترسیل زر بنام منیجر الفضل

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۴۲	مورخہ ۲۲۔ نومبر ۱۹۲۷ء	سہ شنبہ	مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود میں بفضل ایزدی بہمہ وجوہ خیر و عافیت ہے۔

۱۷ر نومبر کو جناب سول سرجن صاحب بہادر ضلع گورداسپور نے نور ہاسپٹل قادیان کا معائنہ کیا۔

جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب حیدر آباد دکن سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی علاقہ شورکوٹ میں تبلیغی دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع کی تقریب

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ماتحت وہ ایام قریب آرہے ہیں۔ جن میں جماعت احمدیہ کا عظیم الشان اجتماع اس کے مرکز قادیان میں ہوا کرتا ہے۔ اس تقریب میں نہ صرف خود شامل ہونے کیلئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ لانے کی سعی کرنی چاہیئے۔ اس سال جماعت احمدیہ کی حفاظت و اشاعت اسلام کے متعلق مخلصانہ جدوجہد اور مسلمانوں کے سیاسی و تمدنی حقوق کی نگہداشت کے لئے مجاہدانہ سرگرمی نے عقلمند اور سمجھدار مسلمانوں پر یہ بات واضح کر دی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت کر سکتی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ایسے اصحاب کو جماعت احمدیہ کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنے اور اس کے نظام کو دیکھنے کے لئے ضرور لانا چاہیئے۔ اس کے متعلق ابھی سے تحریک شروع کر دینی چاہیئے۔ تاکہ وہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں قادیان آنے کی فرصت نکال سکیں۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — هُوَ النَّاصِرُ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اعلان

جماعت کو اس نوٹ کے ذریعہ سے جو چند دن ہوئے الفضل نے شائع کیا تھا معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ بعض لوگوں نے جو ظاہر میں جماعت میں کہلاتے تھے۔ لیکن باطن میں بوجہ نفاق انکو کوئی تعلق نہ تھا۔ میرے اور نظام سلسلہ کے خلاف شورش برپا کر رکھی ہے۔ میں ابتک اس لئے خاموش تھا کہ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ شائد ان لوگوں کو ہدایت ہو جائے لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے بعض بیرونی دشمنوں کی شہ پر اپنے اس ناپاک فعل کو ایک شغل سمجھ لیا ہے اور یہ اور ان کے بعض دوست مختلف جماعتوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور توبہ کی طرف مائل نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں اب ان لوگوں نے سراسر افترا سے کام لیکر مجھ پر اقدام قتل کا جھوٹا مقدمہ بھی دائر کر دیا ہے۔ اور اس [illegible] کا مرتکب کسی صورت میں بھی جمعیت میں شامل نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ سے تمام جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ مستری فضل کریم صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب و محمد زاہد صاحب پسران مستری فضل کریم صاحب مالک دکان مشین سیویاں قادیان اپنے افعال سے جماعت احمدیہ سے خارج ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں انہیں جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اب اسوقت تک کہ یہ لوگ توبہ کر کے دوبارہ جماعت میں شامل نہ ہوں۔ ان کا جماعت کے لوگوں سے یا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں ان کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور یقیناً اپنے زبردست نشانات سے سلسلہ کی حفاظت فرمائے گا۔ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ۔ اس جگہ میں اس بات کی بھی جماعت کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے علاوہ چند اور لوگ بھی ہیں۔ (قادیان میں بھی اور باہر بھی) جو بظاہر جماعت میں ہیں۔ لیکن فتنہ پیدا کرنے میں ان لوگوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اگر ایسے لوگوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ان کے متعلق بھی مناسب اعلان کیا جائے گا۔

خاکسار مرزا محمود احمد

سیالکوٹ میں لیکچر

شہر سیالکوٹ میں پچھلے دنوں آریہ ویدک سماج کا جلسہ ہوا جس میں پنڈت کالیچرن وغیرہ آریہ مہاشوں نے اسلام کے خلاف بہت زہر اگلا۔ اور بہت سے اعتراض اسلام پر کئے جن کے جواب کے لئے ہم نے ان کے جلسہ کے دوران میں ایک اشتہار شائع کیا۔ اور سوال پوچھنے کے لئے وقت مانگا۔ مگر انہوں نے ٹال دیا۔ چونکہ مسلمانان سیالکوٹ کی متفقہ طور پر یہ رائے تھی۔ کہ جواب میں ضرور لیکچر ہونے چاہئیں۔ اس لئے ہماری درخواست پر قادیان سے مولوی اللہ دتا صاحب اور مولوی عبد الغفور صاحب تشریف لائے۔ لیکچروں کے متعلق بذریعہ اشتہار و منادی اعلان کیا گیا۔ اور سوال کرنے والوں کیواسطے بھی موقع رکھا گیا۔ پہلا لیکچر اسلامیہ ہائی سکول کے صحن میں ہوا۔ تعداد حاضرین دو ہزار کے قریب تھی۔ جن میں بہت سے ہندو احباب بھی شامل تھے۔ لیکچر کا مضمون "کونسا مذہب عالمگیر ہو سکتا ہے" تھا۔ جسے مولوی اللہ دتا صاحب نے خوب وضاحت سے بیان کیا۔ لیکچر کے دوران میں ان تمام اعتراضات کا جواب نہایت احسن طریق پر دیا جو کالیچرن وغیرہ مہاشوں نے اپنے لیکچروں میں کئے تھے۔ مولوی صاحب کا طرز بیان ایسا عام فہم اور مدلل تھا۔ کہ حاضرین نہایت دلچسپی کے ساتھ آخر تک سنتے رہے۔ اور کسی آریہ کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر میں پنڈت راج نارائن صاحب کھٹ شاستری جو سناتن دھرم سبھا کے اعلیٰ رکن ہیں۔ کھڑے ہوئے اور نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ کہ آریہ سماج اور سناتن دھرم میں اصولی اختلاف ہے۔ اور اپنی سبھا کی تعلیم کے نہایت پرامن ہونے کا اظہار کیا۔ جس کے بعد مولوی صاحب موصوف نے پنڈت صاحب کی فراخدلی کا شکریہ ادا کیا۔ اور احسن طریق پر انہیں اسلامی تعلیم قبول کرنے کی دعوت دی۔ خدا کے فضل سے اسلام کی فتح نمایاں طور پر ہوئی۔ اور آریہ سماج کی شکست میں کوئی شک نہ رہا۔ دوسرے دن مولوی صاحب موصوف نے تناسخ کے مسئلہ پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ اس دن تعداد حاضرین پہلے سے دگنی تھی۔ اور ہندو بھی کثرت سے تشریف لائے تھے۔ مولوی صاحب نے اس مسئلہ کو عقلی اور نقلی دلائل سے غلط اور بعید از عقل ثابت کیا۔ مزید براں ان آیات کا صحیح ترجمہ اور مفہوم بیان کیا۔ جن کو پنڈت کالیچرن نے تناسخ کے مسئلہ کی تائید میں پیش کیا تھا۔ ہر دو لیکچر نہایت امن اور کامیابی سے ہوئے۔ دوسرے دن کے لیکچر کے بعد پنڈت راج نراین صاحب کے ساتھ ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات بھی ہوا۔ جس میں پنڈت صاحب موصوف نے نہایت فراخدلی سے اسلام کی تعلیمات کا اقرار کیا۔ اور ان لیکچروں کے دوران میں کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہوئی۔ سیالکوٹ میں ان لیکچروں کا جا بجا چرچہ ہو رہا ہے۔ اور اسلام کی فتح پر دوست و دشمن متفق ہیں۔

حکیم محمد ابراہیم سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ

اخبار احمدیہ

مجربات نورانی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فرماتے ہیں: "کتاب مجربات نورانی مصنفہ حکیم نور محمد صاحب کشمیری بازار لاہور چھپ گئی ہے۔ چونکہ علمی کتابوں کی مدد سے ترقی ہوتی ہے۔ جو دوست مدد کریں گے وہ علمی خدمت کریں گے۔" خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

قابل توجہ جماعتہائے احمدیہ علاقہ لائلپور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل ۱۸ نومبر کو [illegible] روانہ ہو کر ڈیرہ نوالہ اور [illegible] ضلع سیالکوٹ کا دو چار یوم میں دورہ کرتے ہوئے علاقہ لائلپور میں پہنچ جائیں گے۔ سردست کچھ دن ان کا قیام لائلپور میں ہوگا۔ چونکہ وہ تمام ضلع کا دورہ کرینگے۔ اس لئے اس ضلع کی کسی جماعت نے اگر کوئی ضروری اطلاع انکو دینی ہو۔ تو معرفت چوہدری عصمت اللہ صاحب وکیل لائلپور دیں۔ فتح محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آپ کا پتہ؟ میاں عبد الرحمن صاحب بلگام سے کئی خطوط دفتر میں موصول ہوئے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ اپنا پتہ نہیں لکھتے۔ اس لئے دفتر جواب دینے سے معذور ہے۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

دعا میری بیوی کچھ عرصہ سے گلے کی مرض سے بیمار ہے۔ تمام جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم کے ساتھ کامل صحت اور عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین۔ چوہدری نذیر احمد خاں قادر آباد

(۲) میرا بی۔ اے کا کمپارٹمنٹ کا امتحان ۵ دسمبر کو شروع ہوگا۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے۔ کہ کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ خاکسار [illegible]

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

لوگوں نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ ان کو دھوکا دیا جائے گا۔ حالانکہ اللہ کیلئے دھوکہ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ دراصل طنز اور حجت تامہ کے لئے فرماتا ہے کہ جاؤ دنیا میں نور حاصل کر کے آؤ۔ یعنی نور حاصل کرنے کا موقعہ تو دنیا میں تھا اب تو جزا کا زمانہ ہے ٭

آخر حجت تمام کرنیکے بعد ایک دیوار کھینچ دے گا۔ ہاں ایک دروازہ بھی اس میں رکھے گا۔ یہ اس لئے فرمایا۔ کہ یہ نہیں وہ کبھی دوزخ سے نکلیں گے ہی نہیں جب جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔ دروازہ سے باہر نکل سکیں گے۔

وہ جو دیوار کھینچی جائے گی۔ اس کے اندرونی طرف رحمت اور بیرونی طرف عذاب ہوگا۔ یہ دیوار کیا ہے یہ خیال کر لینا کہ جنت پہ کیسے دیوار ہوگی۔ اور اس وقت دیوار بنائی جائے گی۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اگلے جہان میں اس دنیا کی چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ درحقیقت وہ دیوار روحانی دیوار ہے اور وہ قرآن شریف کی دیوار ہے۔ خدا کے کلام کی دیوار ہے۔ جو شخص قرآن شریف کی دیوار کے اندر آجاتا ہے۔ یعنی اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ وہی جنت میں ہوتا ہے جو باہر رہتا ہے۔ وہ عذاب میں ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو صرف ظاہر کو پکڑے ہوتے ہیں وہ بھی جنت میں نہیں ہوتے جو باطن تک پہنچے ہوتے ہیں وہی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ منافق اس کے ظاہر کو تو لے لیتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے۔ لڑائیوں میں بھی جاتے تھے۔ چندے بھی دیتے تھے۔ ظاہر میں خدمت دین کے کام بھی کرتے تھے۔ مگر چونکہ دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں تھا۔ اس لئے جنت کے وارث نہیں ہونگے بلکہ زیادہ عذاب میں ہونگے۔ کیونکہ وہ قریب آکر پھر پیچھے ہٹے ٭

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○

منافق مومنوں کو آواز دیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ مومن جواب دینگے ہاں لیکن خود ہی تم نے اپنے نفسوں کو عذاب میں ڈالا ہوا تھا۔ ظاہر میں مسلمانوں سے ملتے تھے۔ مگر باطن میں کفار سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس بات کے منتظر تھے کہ کب موقعہ ملے تو اسلام کا جھنڈا اتار دیں۔ کبھی ایمان آتا بھی۔ تو دوسری گھڑی شک شروع ہو جاتا۔ تمہیں تمہارے خیالات دھوکا دیتے رہے کہ اب کافر جیتیں گے۔ اب جیتیں گے۔ یہاں تک کہ خدا کا امر آگیا۔ اور تم کو اللہ کے متعلق دھوکہ دینے والی چیزوں نے دھوکہ میں ڈالے رکھا ٭

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِىَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

پس آج نہ تم سے اور نہ کفار سے کوئی فدیہ لیا جائیگا تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ وہی تمہارا مولیٰ ہے۔ اور یہ بری بازگشت ہے ٭ تم دنیا میں جہنمی کاموں کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ آج بھی جہنم کو ہی تمہارا گھر بنا دیا ہے ٭

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دلوں میں خدا کے ذکر پر خشیت پیدا ہو۔ اور جو اس نے حق سے اتارا اس سے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جنکو اس سے پہلے کتاب دیگئی۔ انہیں کام کے لئے لمبے زمانہ تک مہلت دی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں ٭

یہ آیت ایسا درد اپنے اندر رکھتی ہے کہ امت محمدیہ میں ہزاروں کو اس کے ذریعہ سے ہدایت ملی ہے۔ عجیب درد اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ محبت ہو۔ اس کی حسرت آمیز کلام سن کر جس قدر اثر ہوتا ہے اس قدر اور طریق سے اثر نہیں ہوتا۔ یہ بھی حسرت بھرا کلام ہے۔ فرمایا کتنا عرصہ اس انتظار میں گذر گیا کہ تم ہماری طرف آؤ۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے دلوں میں ہمارے ذکر سے خشیت پیدا ہو یہ وہ ہستی انسان کو مخاطب کرکے کہہ رہی ہے جس نے انسان کے ایک ذرہ ذرہ کو بنایا۔ اور جس کے احسانات سے انسان ہر وقت لدا ہوا ہے۔ اگر اس روح کے ساتھ اس آیت پر غور کیا جائے تو دل پر نہایت گہرا اثر ہوتا ہے ٭

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

جان لو کہ اللہ تعالےٰ اب زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کرنا چاہتا ہے۔ ہم نے تمہارے لئے کھول کھول کر نشانات بیان کئے ہیں۔ تاکہ تم غور کرو۔ اور سوچو ٭

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ

وہ مرد جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ عورتیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہیں اور خدا کے لئے اعلیٰ درجہ کے اعمال بجا لاتے۔ اللہ ان کے اعمال اور کوششوں میں اور بھی

برکت ڈالے گا۔ اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ وہی لوگ صدیق ہیں اور شہدا اپنے رب کے پاس ہونگے۔ ان کے لئے ان کا اجر اور نور ہوگا +

اس کے یہ معنے نہیں کہ ہر شخص جو ایمان لائے وہ صدیق اور شہید ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ درحقیقت وہی صدیق اور شہدا ہیں جن کو پہلے مخاطب کیا گیا ہے۔ اور جس کی طرف پہلے رکوع میں بھی اشارہ کیا گیا ہے وَاَنْفَقُوْا مِنْ قَبْلِ۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی تمام طاقتیں خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ ان میں سے جو ادنیٰ درجہ کے ہیں وہ شہید ہیں اور جو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ صدیق ہیں +

یہاں اجر کو ادنیٰ اور نور کو اعلیٰ رکھا ہے۔ یہ اس لئے کہ مومن کے نزدیک سب سے بڑی چیز عرفان الٰہی ہے۔ فرمایا ان کو وہ نور یعنی عرفان ملے گا۔ جس کے ذریعہ اللہ کو دیکھ سکیں گے۔ اس کی صفات کا مشاہدہ کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھنے کے لئے خاص نور کی ضرورت ہے +

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۝ | اور جن لوگوں نے انکار کر دیا۔ اور ہماری آیات کی تکذیب کی۔ وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے +

سورۃ الحدید رکوع سوم

۱۱ جولائی ۱۹۲۷ء

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ | جان لو سوائے اس کے نہیں کہ ورلی دنیا لعب لہو ہے

دنیا میں انسان کو دو چیزیں حاصل ہیں۔ ایک جسم۔ دوسری روح۔ ان دونوں کے درمیان ایسا گہرا رشتہ اور واسطہ ہے۔ کہ اگر ان میں سے ایک کمزور ہو جائے۔ تو دوسرے پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ یہ رشتہ پیدا کرنا ضروری تھا کیونکہ روحانی ترقیات اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور اعمال کے لئے جسمانی حرکات کا ہونا ضروری ہے۔ اگر روح اور جسم کے درمیان یہ رشتہ اور واسطہ نہ ہوتا۔ تو روحانی صفائی کا جسم پر کبھی اثر نہ پڑتا۔ اور جسمانی اعمال کا روح پر کبھی اثر نہ ہوتا ممکن تھا۔ کہ ایک شخص روحانی لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا مگر اعمال میں وہ نہایت کمزور ہوتا۔ تو اس گہرے واسطہ کی وجہ سے جوں جوں روحانی ترقی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اعمال میں ترقی ہوتی ہے۔ اور جوں جوں اعمال میں ترقی ہوتی ہے۔ اس کا اثر روحانی ترقیات پر پڑتا ہے۔

دلی خیالات کو قابو میں لانا۔ انسان کے بس میں نہیں یعنی یہ اختیار میں نہیں۔ کہ خیالات بھی نہ آئیں۔ جب یہ بات اختیار میں نہیں۔ تو پھر جزا سزا کس طرح ہوگی۔ مگر قلبی خیالات کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ جسمانی اعمال کو قابو میں رکھے۔ جب جسم کو قابو میں رکھا جائیگا۔ تو اس کا اثر آہستہ آہستہ قلب پر پڑتا ہے۔ اور قلب میں صفائی اور پاکیزگی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ جب انسان جسم پر قابو پا لیتا ہے۔ تو خیالات پر بھی قابو پا لیتا ہے۔ اگر جسم اور روح کا تعلق نہ ہوتا۔ تو انسان جسم پر بھی قابو نہ پا سکتا۔ اور پھر روح پر اثر نہ ڈال سکتا۔ اور اصلاح نہ کر سکتا۔ جسمانی بناوٹ خاص آرام و آسایش چاہتی ہے۔ جس کے دو موٹے نام رکھے ہیں۔ ایک لعب دوسرا لہو یعنی ایک کھیل کا زمانہ۔ دوسرا اغفلت کا

گویا ایک حرکت کا زمانہ۔ اور ایک سکون کا۔ یہ دونوں چیزیں جسمانی قوتوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ لعب حرکت کا زمانہ ہے۔ کہ جو ورزش سے ہوتا ہے یعنی لعب وہ ہے جس میں جسم کو حرکت دی جائے۔ اس میں انسان خاص طریق سے اپنی قوتوں کو ہلاتا ہے اور لہو اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان آرام کرتا ہے۔ سکون حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ کہ ورلی زندگی لعب و لہو ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ یہ زندگی فضول اور بیہودہ ہے۔ اگر فضول ہوتی۔ تو دنیا کی چیزوں کے متعلق خدا تعالیٰ احسان کیوں گناتا۔ اور کیوں اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرماتا۔ اگر واقعہ میں دنیا اور اس کی چیزیں فضول ہوتیں۔ تو چاہئے تھا فرماتا۔ یہ مال و اولاد ہم نے تم کو بطور عذاب دئے ہیں لیکن اس کی بجائے فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تم پر انعام کئے احسانات کئے ہیں۔

اصل میں دنیا کو اُن لوگوں نے فضول قرار دیا ہے۔ جنہوں نے لعب و لہو کی حقیقت نہیں سمجھی۔ جو لوگ ورزش کو فضول سمجھتے تھے۔ وہ وہی لوگ تھے۔ جو دنیا کو فضول سمجھتے تھے حالانکہ لعب و لہو کی ہر انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ خواہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو یا دوسرے سرے پر ابوجہل ہو۔ تو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کے محتاج تھے۔ لعب کے معنی فٹ بال یا کرکٹ کھیلنے ہی نہیں۔ بلکہ اس کے معنی ہیں ہر وہ حرکت جس سے غرض یہ ہو۔ کہ قوت جسمانی قائم رہے۔ یہ حرکت خواہ سیر کے ذریعہ ہو یا چلنے پھرنے سے ہو کسی طریق سے ہو۔ اور لہو ہر وہ چیز ہے۔ جو سکون پیدا کرتی ہے حتےٰ کہ نیند بھی اسی میں شامل ہے۔ خوشگوار منظر اور خوشگوار آب و ہوا سے لذت اُٹھانا بھی لہو ہے۔ کوئی نبی اور ولی ایسا نہیں ہوا۔ جو ان سے فائدہ نہ اُٹھاتا ہو۔ اور ان کی قدر نہ کرتا ہو۔ یا انکی قدر کرنے کی طاقت اس میں نہ ہو۔

بلکہ حقیقت میں تو یہی لعب و لہو سے خدا تعالیٰ کے بزرگ بندے ہی حقیقی طور پر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسکو حد کے اندر رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ حد سے بڑھ جاتے ہیں یا تو کرتے ہی نہیں اور جب کرتے ہیں۔ تو بالکل اسی میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ دنیا جو لعب و لہو ہے۔ اس لئے پیدا کی ہے۔ کہ تا تم اس سے جسمانی قوتوں کو حاصل کرو۔ اور پھر ان کے ذریعہ اصل مقصد کو حاصل کرو۔ لعب و لہو کا اتنا ہی حصہ تمہاری زندگی میں ہے۔ جتنا طالب علم کے لئے کھیل کود کا حصہ تعلیم میں ہوتا ہے۔ اب کھیل اس کے لئے فضول نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ مگر اس میں سارا وقت نہیں صرف کیا جاتا۔ بلکہ زیادہ حصہ پڑھائی میں صرف ہوتا ہے۔ کیونکہ اصل مقصد تعلیم ہے۔ اسی طرح دنیاوی امور میں کم وقت لگانا چاہئے۔ اور زیادہ وقت روحانیت کے حصول کے لئے لگانا چاہئے کیونکہ اصل مقصد روحانیت کا حاصل کرنا ہے۔ دنیاوی امور میں وقت صرف کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے طالب علم کے لئے کھیل ہے۔ اور کھیل اس لئے ہوتی ہے۔ کہ تا اُسے علم حاصل کرنے کے لئے طاقت پیدا ہو۔ چنانچہ آگے اس کی تشریح بیان کی ہے۔

وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ | اور زینت اور تفاخر ہے تمہارے درمیان

اور اموال اور اولاد میں تکاثر۔ لہو کا بہترین نمونہ زینت ہے۔ اور لعب کا بہترین نمونہ مقابلہ ہوتا ہے۔ جیسے کبڈی وغیرہ۔ بہترین ورزش وہ ہوتی ہے۔ جس میں مقابلہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس میں تکان نہیں ہوتی۔ اور لہو یعنی سکون پیدا کرنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء

آریہ کانگریس کی اشتعال انگیزیاں

دہلی میں جو آریہ کانگریس ہوئی۔ اس میں ملک کے ہر گوشہ سے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کانگرس کی جو روئیداد آریہ اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ اس میں تقریر کرنے والوں میں سے ہر ایک مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی۔ الزام تراشی۔ بیہودہ سرائی۔ اور بہتان طرازی میں اپنے پیشرو سے منزلوں آگے بڑھ جانے میں نہایت ہی مضطرب و کوشاں رہا۔ اس میں جتنی تقریریں کی گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر از سر تا پا نہایت ہی دلآزار۔ امن سوز اور تعصب و عناد میں شرابور ہیں۔

آریہ سماج اپنے مخالفین کے حق میں بدزبانی اور دشنام دہی میں اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ کہ اگر اس عادت کو اس کی فطرت کا ایک ضروری اور امتیازی جزو سمجھا جائے۔ تو بالکل درست ہوگا۔ مگر آریہ سماج چونکہ اس عادت سے مجبور ہے۔ اور دوسروں کی تحقیر و تذلیل کرنے میں یہاں تک ترقی کر گئی ہے۔ کہ وہ اپنے لیڈروں کو بھی اس شرمناک فعل کا تختۂ مشق بنانے سے باز نہیں رہتی۔ چنانچہ اخبار ملاپ (۱۲ نومبر) اسی آریہ کانگریس کے سلسلہ میں لکھتا ہے:۔

"مجھے ایک بات کا از حد رنج ہے۔ اور وہ یہ کہ آرین کانگریس کے کھلے اجلاس میں بعض پولیٹکل لیڈروں پر شیم شیم کے نعرے بلند کئے گئے۔"

اس لئے ہم آریہ سماج کو مجبور اور معذور سمجھتے ہوئے اس پہلو کو صرف گورنمنٹ کے لئے چھوڑتے ہیں۔ جس کا کام ملک میں امن قائم کرنا اور فتنہ و فساد پیدا کرنے والی تحریروں اور تقریروں کا سد باب کرنا ہے۔ البتہ بعض اور باتوں کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ جو آریہ کانگریس سے تعلق رکھتی ہیں۔

اگر کوئی قوم اپنی اصلاح کے لئے کسی اجتماع کا انتظام کرے اور اپنے افراد کو اپنی تمدنی و معاشرتی اصلاح کی نیت سے اکٹھا ہونے کی دعوت دے۔ تو یہ امر کسی کے لئے قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مگر کسی جلسہ یا اجتماع کی بنیاد ایسی باتوں پر رکھنا جو ملک کے اندر منافرت اور باہمی تشتت و افتراق پیدا کرنے والی ہوں۔ اور جن سے ہندوستان کے اندر اس امر کے لئے آئندہ کوئی امکان ہی باقی نہ رہ سکے کہ یہ بدنصیب ملک بھی کسی روز اتحاد و اتفاق کے دلکش نغموں سے لبریز ہو سکیگا تو یقیناً ایک قابل نفرت اور کمینہ فعل ہے۔ اور ہر ہی خواہ وطن کا فرض ہے۔ کہ اس کی مذمت کرے۔

پچھلے دنوں بے شک چند ایک آریوں پر کسی شخص کسی وجہ سے حملے ہوئے۔ اور اسی طرح کئی ایک مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ہندو لیڈروں اور ہندو اخباروں نے تو کسی ہندو مجرم کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہا۔ مگر مسلمانوں کے تمام ذمہ دار لیڈروں نے ان افعال سے اظہار بیزاری کیا۔ جو مسلمانوں کی طرف منسوب کئے گئے اور پورے زور کے ساتھ ان کی مذمت کی۔ اسلامی رائے عامہ بھی اس کے مخالف تھی۔ گورنمنٹ بھی اپنے وسیع ذرائع کی موجودگی میں اور ان سے پورا پورا کام لینے کے بعد اسی حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئی۔ کہ یہ انفرادی افعال ہیں۔ جن سے مسلمانوں کو من حیث القوم کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ مگر ہندوستان کی بدقسمتی دیکھئے۔ آریہ سماج ایک بہت بڑے اجتماع کا انتظام کرتی ہے۔ اور اس کی بنیاد ایک مفروضہ دور از حقیقت سراسر لغو اور از سر تا پا غلط بات پر رکھتی ہے۔ چنانچہ اخبار پرکاش (۱۳ نومبر) اس کانگریس کے انعقاد کی غرض یوں بیان کرتا ہے۔

"جب مسلمانوں کے ایک شریر فرقہ نے جن میں مولویوں اور مولاناؤں کا زبردست ہاتھ ہو۔ آریہ اور ہندو لیڈروں اور کارکنوں کو قتل کرنے کی ٹھان لی ہو۔ تو آریہ سماج کا تنزل اور بزدل ثابت ہوتا۔ اگر ان حملوں کو روکنے کے لئے تجاویز سوچنے اور ان کے خلاف اپنی متفقہ ناراضگی کا اظہار کرنے کے لئے وہ سارو دیشک اکٹھ نہ کرتا۔ اور یہی تحریک وجہ آریہ کانگریس کے اجلاس کی تھی۔"

الغرض اس کانگریس کی بنیاد وہی جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے جذبات نفرت و حقارت پیدا کرنے کے ناپاک خیال پر تھی۔ اور سماجی لیڈروں نے یہ مہلک و تباہ کن زہر ہندو پبلک کے قلوب میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر کے داخل کر دیا۔ چنانچہ اس کی تصدیق پرکاش (۱۳ نومبر) کے حسب ذیل الفاظ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

"ان سب کانفرنسوں میں جو بات مشترکہ تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ سوامی شردھانند کے قتل پر گہرے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اور کھلے الفاظ میں بتایا گیا۔ کہ سوامی شردھانند اور ان کے بعد کے قتلوں اور قاتلانہ حملوں کی پشت پر زبردست منظم سازش موجود ہے۔"

ان الفاظ کے ہوتے ہوئے اس امر کے لئے کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ تمام غوغا آرائی ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف زہریلا مواد بھرنے کے لئے کی گئی ہے۔

حیرت کی بات ہے گورنمنٹ اپنی پوری کوشش اور سعی سے کسی قسم کی سازش کا ثبوت نہیں مہیا کر سکتی۔ اور نہ آریہ کوئی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ایک عرصہ سے مسلمانوں پر سازش کا ناپاک الزام لگا رہے ہیں۔ اور اس طرح ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلا رہے ہیں۔ گورنمنٹ یہ سب کچھ دیکھ رہی ہے مگر خاموش ہے۔ نہ معلوم اسے کس وقت کا انتظار ہے۔ ہندو اور آریہ پہلے ہی ہر جگہ مسلمانوں پر ان کی عافیت تنگ کر رہے ہیں۔ اور ہر ممکن طریق سے انہیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اب آریہ کانگریس نے ان میں جو اشتعال پیدا کر دیا ہے۔ اس سے وہ یقیناً ایک کریلا اور دوسرا نیم چڑھا کے مصداق بن جائیں گے۔ ان حالات میں نہایت ضروری ہے۔ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے خاص انتظام کرے۔

آریہ کانگریس کے ساتھ ان مردودانِ درگاہِ ایزدی کی بھی کانفرنس کے انعقاد کی خبر ہے جو اپنی فطرتی پستی اور کور باطنی کی وجہ سے راہ حق سے کٹ کر کفر و شرک کی تنگ و تاریک گھاٹیوں میں جا پڑے ہیں۔ اور جن کے متعلق صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اسلامی تعلیم کی خوبیوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کبھی بھی مسلمان نہیں تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کا اعتراف شانتی دیوی نے جو اس کانفرنس میں نمایاں طور پر پیش پیش تھی۔ خود بھی ان الفاظ کیا ہے۔

"میں کبھی بھی مسلمان نہ تھی۔ ہمیشہ سے آریہ تھی۔ اور آریہ ہوں۔" (پرکاش ۱۳ نومبر)

"پہلے تو میں تو آریہ لفظ سے بھی چڑتی تھی۔ کیونکہ ہم تو ازل سے ہی آریہ ہیں۔" (پرکاش ۱۳ نومبر)

ان ازلی بدنصیبوں نے اپنے آقایان ولی نعمت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نہایت ہی ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ اور جرأت و بے باکی

کا یہاں تک مظاہرہ کیا ہے۔ کہ حسب ذیل ریزولیوشن پاس کر دیا ہے:۔

"گورنمنٹ قرآن کی وہ آئتیں ضبط کرے۔ جن کی بنا پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں۔ اور جن میں کافروں کو مارنے کی تلقین کی گئی ہے"۔

ان بیچاروں کو کیا علم کہ قرآن شریف میں کسی بے گناہ کو مارنے کا قطعاً کوئی حکم نہیں ہے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں مجرموں اور مفسدوں کی سزا دہی کا ضرور ذکر ہے۔ لیکن جبکہ ہر ایک گورنمنٹ اپنے قوانین میں مجرموں کی سزا دہی کی دفعات رکھتی ہے۔ تو پھر قرآن کریم کے ایسے احکام کے متعلق گورنمنٹ سے ضبطی کا مطالبہ کرنا حد درجہ کی نادانی اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

قرآن شریف کسی انسان کی بنائی ہوئی پستک نہیں۔ جس میں ضرورت وقت کے مطابق ہر ایڈیشن میں تغیر و تبدل کر دیا جاتا ہو۔ یہ اس خدائے ذوالجلال کی نازل کردہ مقدس کتاب ہے۔ جس کا ساڑھے تیرہ سو سال کے امتداد کے باوجود ایک نقطہ یا ایک شوشہ بھی آج تک تبدیل نہیں کیا جا سکا۔ اور جس کی حفاظت کا خود خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ جو اس وقت تک بڑی صفائی کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔

پس دنیا کے ہزار تعصب و عناد اور بغض و کینہ کے باوجود جس کتاب میں آج تک ایک نقطہ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ اور جو آج ہزاروں لاکھوں انسانوں کے سینوں میں موجود ہے۔ وہ ضبط کیسے ہو سکتی ہے۔ اسے ضبط کرنے کی کس گورنمنٹ میں طاقت ہے۔ یقیناً صفحہ دنیا پر ایسی کوئی گورنمنٹ نہ ہوئی ہے نہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی صفحہ دنیا پر ایک ایسی کتاب ہے جس کا ایک نسخہ بھی کہیں دستیاب نہ ہو سکے۔ تو بھی لاکھوں انسانوں کے سینوں میں صحیح طور پر محفوظ ملیگی۔

نو آریوں نے اپنی کانفرنس کی تو اس لئے تھی۔ کہ آریوں میں مساوی حقوق حاصل کریں۔ اور جن مشکلات میں آریوں کے ناروا سلوک کی وجہ سے وہ مبتلا ہیں ان کے دور کرنے کی تجاویز سوچیں۔ چنانچہ نو آریہ کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے مہاشہ شانتی سروپ نے اپنے اعلان میں کانفرنس کی غرض اسی قسم کی باتوں کے متعلق غور کرنا بیان کی تھی۔ مگر آریوں نے اپنی ہوشیاری اور نو آریوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نو آریوں کے حقوق کے متعلق کوئی بات معرض بحث میں آنے ہی نہ دی۔ اور ان کا رخ مسلمانوں کی طرف پھیر دیا۔ اور نو آریوں نے بھی آریوں سے "روٹی بیٹی" کے تعلقات پیدا کرنے کے لئے اپنی قابلیت مسلمانوں کے خلاف بد زبانی اور بے ہودہ سرائی کے ذریعہ دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ آریہ کہاں تک ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور کس حد تک ان کی بیاہ شادی کی مشکلات دور کرنے میں حصہ لیتے ہیں ۞

آریہ اور ڈاڑھی!

"ملاپ" نے آریہ کانگریس کے صدر مہاتما ہنسراج صاحب کی جو تصویر شائع کی ہے۔ اس میں مونچھوں کے علاوہ ان کی بہت بڑی ڈاڑھی بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ ہم اس کے متعلق صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ڈاڑھی رکھنا بانی آریہ سماج سوامی دیانندجی کے ارشاد کے رو سے جائز ہے۔ یا ناجائز۔ سوامی جی کا اس بارے میں یہ صاف حکم موجود ہے۔ کہ

"برہمن کے سولھویں۔ کشتری کے بائیسویں ویش کے چوبیسویں سال میں کیشانت کرم (بال اڑانا) یعنی حجامت مونڈن ہو جانا چاہیئے۔ یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھکر باقی ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہئیے اور پھر کبھی نہ رکھنا چاہئیے۔ ...... ڈاڑھی مونچھ رکھنے سے گندا پن اچھی طرح نہیں ہو سکتا"!

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۶)

کیا اس تاکیدی حکم کے ہوتے ہوئے کسی آریہ کے چہرہ پر ڈاڑھی مونچھ کا نظر آنا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ان کے نزدیک ستیارتھ پرکاش کی وقعت مونچھ کے بال برابر بھی نہیں ہے۔ اور جس کتاب کے احکام کی مخالفت معمولی آدمی نہیں بلکہ مہاتما کر رہے ہوں۔ اس کی حمایت میں نو آریوں کا جانیں دے دینے کا دعویٰ جو انہوں نے اپنی کانفرنس میں کیا ہے۔ نہایت ہی عجیب و غریب ہے ۞

اہل کمال کی قدردانی

مشہور امریکن ہوا باز کرنیل لنڈبرگ کے متعلق جس نے پچھلے دنوں ہوائی جہاز میں بحر اوقیانوس کو عبور کیا تھا تازہ ترین ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۲۱ر مئی سے لے کر ۱۷ر جون تک لنڈبرگ کو مبارکباد وغیرہ کے جو خطوط موصول ہوئے ان کی تعداد کم و بیش پینتیس لاکھ تھی اس کے علاوہ ایک لاکھ تار اور چودہ ہزار پارسل اس کے نام آئے۔ وہ فرانس پہنچا۔ تو ڈاک کا اتنا انبار جمع ہو چکا تھا۔ کہ ایک بہت بڑا کمرہ اس کے رکھنے کے لئے وقف کرنا پڑا۔ امریکن سفیر ہیرک نے اپنے سٹاف کے آٹھ آدمی ڈاک دیکھنے پر متعین کر دئے۔ آٹھ آدمی رات بھر کام کرتے رہے۔ لیکن انجام کار انہیں اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا۔ برسلز۔ لندن اور چیربرگ میں بھی یہی حالت پیش آئی۔ لنڈبرگ امریکہ واپس پہنچا۔ تو ڈاک کی تین گاڑیاں خطوط اس کے گھر لائیں۔ علاوہ بریں تار کے محکمہ کی ایک بڑی گاڑی میں تار بھر کر اس کے مکان پر پہنچائے گئے۔

لنڈبرگ کا خیال تھا۔ کہ وہ تمام خطوں کا جواب خود لکھے گا۔ لیکن جب اسے بتایا گیا۔ کہ بہتر سے بہتر انتظام کے باوجود وہ اگر دو سو خطوں کا جواب روزانہ دیگا۔ تو اس طرح سارے خطوں کا جواب دینے میں ستر سال صرف ہو جائیں گے۔ تو لنڈبرگ کو اپنا خیال ترک کرنا پڑا۔ اگر ان خطوں کے عنوان ایک قطار میں لگا دئے جائیں۔ تو نیویارک سے ڈینور تک پہنچ جائیں۔ اگر ایک خط کے اوپر دوسرا خط رکھ کر اس سارے انبار کو یکجا کر دیا جائے تو دس ہزار فٹ اونچا مینار کھڑا ہو جائے۔ آخر کار پندرہ سیکرٹریوں کے ایک سٹاف نے چھ ہفتوں میں دو لاکھ خطوں کے جواب دئے۔

خطوں میں سے اکثر مبارکباد پر مشتمل تھے۔ بعض میں لنڈبرگ سے امداد کی درخواست کی گئی تھی۔ بعض میں اس کے سامنے نئی نئی سکیمیں پیش کی گئی تھیں۔ تقریباً پانچ ہزار نظمیں تھیں۔ جو لنڈبرگ کی تعریف میں لکھی گئی تھیں۔ دس ہزار ڈالر کے جوابی ٹکٹ تھے۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے لنڈبرگ کے ساتھ رشتہ داری کے دعوے کئے تھے۔

اہل کمال کی قدردانی کا یہ تازہ ثبوت ہے جو اہل یورپ و امریکہ نے پیش کیا ہے۔ اس سے نہ صرف کمال کا اعتراف کرنے والی اقوام کی زندگی اور اولوالعزمی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جس کے متعلق اعتراف کیا جائے۔ اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے اور بڑے بڑے کارنامے کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ مسلمانوں خصوصاً جماعت احمدیہ کو دین کی خدمات سرانجام دینے والوں کے متعلق اس پہلو سے اپنے فرض کو خاص طور پر پہچاننا چاہئیے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے ہی وہ افراد ہوں گے۔ جو کارہائے نمایاں کر کے اسلام کی برتری اور بزرگی کا سکہ عالم پر بٹھائیں گے۔ ان کی خدمات کی قدر اور ان کی حوصلہ افزائی یقیناً انہیں مشکلات اور تکالیف کے پہاڑ برداشت کر لینے کے قابل بنا دیگی۔ اور وہ یہ سمجھکر بلا فکر و تردد آگے ہی آگے بڑھتے جائیں گے۔ کہ ان کے پیچھے زندہ قوم ہے جو ان کے افعال کو دیکھ رہی اور ضرورت پڑنے پر ان کی جگہ نئے کام

والی چیزیں زینت کے سامان ہوتے ہیں جیسے خوش منظر اشیاء کا دیکھنا اور ان سے سرور ولذت حاصل کرنا یہاں زینت لہو کے مقابلہ میں رکھی ہے۔ اسکو پہلے لیا۔ یہ اس لئے کہ ارتقاء میں جو چیز پہلے ہوتی ہے۔ وہ دوسری دفعہ پیچھے آجاتی ہے۔ اور جو پیچھے ہوتی ہے وہ پہلے بیان کی جاتی ہے۔ جیسے یہاں سے بٹالہ جائیں۔ تو اس طرف سے چلتے ہوئے جو چیزیں پہلے آئیں گی۔ وہ بٹالہ سے واپس ہوتے ہوئے پیچھے آئینگی۔

لعب کے مقابلہ میں تفاخر اور تکاثر فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ رکھا ہے۔ کیونکہ ان چیزوں میں مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ اس لئے رکھا کہ اگر ہر وقت انسان کے دل میں موت کا خوف اور ڈر رہے۔ تو بہت جلد ہلاک ہو جائے۔ یہ جو مقابلہ دنیا میں رکھا ہے کہیں تمدن میں مقابلہ ہو رہا ہے کہیں سیاست میں۔ کہیں صنعت و حرفت میں کہیں مال و دولت اور اولاد میں۔ یہ اسلئے رکھا ہے کہ ان میں انسان مشغول ہو کر ہر وقت کے خوف سے بچ سکے۔

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ

یہ ورلی زندگی مانند مینہ کے ہے۔ جس کی روئیدگی زمیندار کو خوش کرتی ہے۔

غَیْثٌ بادل اور بارش کو کہتے ہیں۔ اور اس سبزہ کو بھی کہتے ہیں۔ جو بارانی پانی سے اُگتا ہے۔

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا

پھر کھیتی خوب اُگتی ہے۔ اور تو اسکو زرد دیکھتا ہے۔ پھر کوڑا کرکٹ ہو جاتی ہے۔

بعض کھیتیوں کا بھوسہ کام آجاتا ہے۔ مگر یہاں ایسی کھیتی کا ذکر ہے۔ جس کا بھوسہ بیکار ہو جاتا ہے۔ جیسے خربوزوں کی بیل۔ فرمایا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ بیل بیفائدہ چیز ہے۔ نہیں لیکن اسکا وجود ہے۔ اصل مقصد خربوزہ ہے جس کے لئے محنت کی جاتی ہے۔

وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ

آخرت میں عذاب بھی سخت ہے مگر کوشش کرنے والے کو خدا تعالےٰ مغفرت اور اپنی رضا بھی عطا کریگا۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

اور ورلی زندگی دھوکے کا سامان ہے بعض لوگ دھوکہ سے اسکو اصل مقصد سمجھنے لگتے ہیں۔ اور اس کی لذتوں میں محو ہو کر آخرۃ کی زندگی کو جو اصل مقصد ہے۔ بھلا دیتے ہیں۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

ایک منزل تو جسمانی زندگی ہے۔ اور ایک منزل روحانی زندگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم مغفرت اور جنت کی طرف دوڑ جاؤ۔ جو تمہاری منزل مقصود ہے۔ جسکا عرض آسمان و زمین کے عرض کے برابر ہے۔

ارض کے سوا باقی سب کو سما کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے جنت اس مقام کا نام ہوا۔ جس میں ساری مخلوق آجائے۔ دوزخ بھی اسی میں ہے۔ معلوم ہوا بظاہر سب کے لئے وہ ایک ہی جگہ ہوگی۔ جو ایک کے اندرونہ کے مطابق جنت ہوگی اور دوسرے کے لئے جہنم۔ کیونکہ انسانی اعمال ہی درحقیقت جنت بناتے ہیں۔ جس طرح یہ دنیا ایک ہی چیز ہے جو ایک کے لئے آرام کی جگہ ہے۔ اور دوسری کے لئے دکھ کی جگہ اسی طرح اگلی زندگی میں ہیگا۔

اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

جنت اُن لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خدا اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسکو چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کرنے والا ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا

کوئی مصیبت زمین میں۔ اور تمہاری جانوں میں نہیں آتی۔ مگر وہ خدا کے قانون میں محفوظ ہوتی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اسکو ظاہر کریں۔

یہ بہت بڑا احسان جتایا ہے۔ کہ ہم نے ہر ایک چیز کیلئے قانون مقرر کیا ہے۔ اگر قانون موجود نہ ہوتا۔ تو بڑی مصیبت ہوتی۔ کہ کرتے کچھ اور نتیجہ کچھ نکلتا۔ اب ہر بات کیلئے قانون مقرر ہے۔ جس کے مطابق تم زندگی بسر کرتے ہو پس یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں کیا پتہ تھا۔ کہ فلاں کام کا کیا نتیجہ نکلیگا۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

فرمایا۔ یہ قانون کیوں رکھا ہے۔ اس کی کچھ اغراض ہیں ایک غرض یہ ہے۔ کہ کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس مت کرو۔ افسوس کا وہاں موقعہ ہوتا ہے جہاں علم نہ ہو۔ جب قانون کے ہوتے ہوئے تم نے غفلت اختیار کی۔ تو اب افسوس سے کیا فائدہ۔

دوسری غرض یہ فرمائی۔

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ

یعنی جو کچھ تم کو خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس پر شیخی مت کرو۔ تم یہ فخر نہ کرو کہ تمہاری اپنی کوشش کے باعث تمہیں ملا ہے۔ بلکہ وہ ایک بالاہستی کے قانون کے ماتحت ملا ہے۔ پس جو کچھ تم کو ملا ہے۔ خدا کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ اُس کے قانون اور دی ہوئی طاقتوں کے ماتحت سب کچھ ملا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۙ

اللہ تعالیٰ متکبرانہ فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ وہ فخر نہیں جسے تفاخر میں بیان فرمایا۔ بلکہ یہاں یہ فخر مراد ہے۔ کہ جس میں انسان خود بخل کرے۔ اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دے۔ چنانچہ اسکی آگے تشریح فرماتا ہے

ۣالَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۙ

وہ لوگ جو مال خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم کرتے ہیں۔ اور جو شخص اعراض کرے۔ تو اللہ تعالیٰ غنی حمید ہے۔

یعنی بجائے اس کے کہ وہ مال لوگوں کی ہمدردی میں خرچ کرتے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے۔ نہ خرچ کرنے پر فخر کرتے ہیں۔ فرمایا جس طرح تم مالدار ہو کر مخلوق کی پرواہ نہیں کرتے۔ غریبوں اور محتاجوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسیطرح خدا بھی غنی ہے۔ وہ بھی تمہاری پرواہ نہ کرے گا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ

ہم نے اپنے رسول کھلے دلایل دے کر بھیجے۔ اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

میزان عقلی دلائل اور مشاہدہ کو کہتے ہیں۔ خالی کتاب نفع نہیں پہنچا سکتی۔ جب تک اس کے ساتھ عقلی دلائل نہ ہوں۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

اور ہم نے ایک اور چیز اتاری۔ جو لوہا ہے جس میں سخت جنگ ہے اس لوہے میں اور بھی فوائد ہیں۔ جو لوگ دلائل سے نہیں مانتے۔ انکے لئے پھر تلوار چلتی ہے۔

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ

اور تا کہ اللہ ظاہر کرے اُسکو جو اُس کی اور اس کے رسولوں کی ظاہر میں اور غیب میں مدد کرتا ہے۔ یا یہ کہ جو اس کے علم میں تھا۔ کہ فلاں شخص ایسا کرے گا وہ ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۙ

جو لوگ اس کے رسولوں کی نصرت کرتے ہیں۔ انکو ایسی قوتیں عطا کرتا ہے۔ کہ وہ اس کے دین کی خوب خدمت کرتے ہیں۔ اور وہ اُن کو غالب کرتا ہے۔

رکوع چہارم

۱۳۔ جولائی ۱۹۲۷ء

اللہ تعالیٰ نے پچھلے رکوع کی آخری آیات میں بیان فرمایا ہے کہ ہم نے لوگوں کو سمجھانے کیلئے مختلف رسول بھیجے۔ جن کے ساتھ واضح دلایل اور براہین تھے۔ تا کہ لوگ انکے ذریعہ حق و باطل میں فرق کر سکیں۔ اور شریعت بھیجی جس کے ذریعہ ہدایت پاسکتے تھے۔ اور لوہا اتارا جس سے تلواریں اور دوسرے ہتھیار بنتے ہیں۔ تا کہ جو لوگ انبیا کے مقابلہ میں تلوار اُٹھائیں۔ اُن کے لئے تلوار اُٹھائی جائے۔ اب اُن انبیا میں سے چند کا ذکر فرماتا ہے۔ کہ انکو دُنیا نے آپ ہی آپ نہیں مان لیا تھا۔ اب لوگ کہتے ہیں چونکہ مرزا صاحب کو لوگوں نے نہیں مانا۔ اس لئے ہم نہیں مانتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کون سا نبی آیا۔ جسکا دنیا نے مقابلہ نہیں کیا۔ تمام انبیا کا لوگ مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۙ

اور البتہ ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور انکی ذریت میں نبوت اور کتاب رکھی۔ پس ان میں سے بعضوں نے ہدایت پائی۔ اور اکثر حصہ ان کا نافرمان ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں نبوت تو ظاہر ہی ہے۔ جب طوفان آیا۔ تو مخالف مارے گئے۔ صرف وہی لوگ بچے جو حضرت نوح کو ماننے والے تھے۔ اس لئے انہی میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے نبی آتے رہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ساری دنیا کی طرف رسول ہو کر آئے۔ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے ہی تھے۔ اور اب بھی وہی نور نبوت پائیگا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے ہو۔ ذریت تابع لوگوں کو بھی کہا جاتا ہے۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ

پھر اُن کے نقش قدم پر اپنے رسولوں کو چلایا۔ اور اُنکے بعد عیسےٰ ابن مریم کو بھیجا۔ اور اُسے انجیل دی یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے بعد انبیا کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے نقش قدم پر انبیا آتے رہے۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت حقیقی معنوں میں جو قوم کہلاتی تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ کی قوم تھی دوسری خصوصیت حضرت عیسیٰ کے ذکر کی یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی اشاعت کے زمانہ میں پھر مسیحیوں سے مقابلہ ہونا تھا۔ گویا دونوں زمانوں میں اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت ہی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی مسیحیوں سے مقابلہ پڑا۔ اور آخری زمانہ میں بھی مسیحیت سے ہی مقابلہ پڑا۔ چونکہ امت محمدیہ کو دونوں دفعہ مسیحیت سے مقابلہ پڑنا تھا۔ اس لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ پھر اس لئے بھی کہ اُمت محمدیہ میں سے بھی اس نام کا نبی آنا تھا۔ انجیل کے معنی بشارت کے ہیں۔

ہندوؤں کی دعوت اتحاد

رائل کمیشن کی تقرری کے اعلان کا ہندو مسلمانوں کے تعلقات کے لحاظ سے جو فوری فائدہ ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو صلح اور اتحاد کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور وہ اخبارات جو مسلمانوں سے صلح کی بات چیت ہی کرنے والوں کو بہت بڑا مجرم قرار دیتے تھے۔ وہ بھی خواہش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل جائیں۔ چنانچہ آریہ اخبار ملاپ (۱۸ نومبر) "اب تو مل جاؤ" کی التجا کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"ہم ہندوستان کا بھلا چاہنے والوں کے سامنے یہ سوال رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب اس کمیشن سے ہندوستان کی اس لئے ہتک کی گئی ہے۔ کیونکہ ہندو مسلمان آپس میں متفق نہیں۔ تو کیا اس ہتک کرنے والی کمیشن ہی کو ہندو مسلم اتحاد کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر اس موقعہ پر مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل جائیں۔ تو متفقہ طور پر شاہی کمیشن کے ذریعہ کی گئی ہتک کا جواب ہندوستان دے سکیگا"

اسی قسم کی باتیں دوسرے ہندو لیڈر اور اخبارات بھی کہہ اور لکھ رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ وہ ہندو جو کل تک مسلمانوں کو ہندوستان میں اتنا بھی حق دینے کے لئے تیار نہیں تھے کہ وہ اپنے مذہب کی اجازت کے مطابق گائے کا گوشت استعمال کر سکیں اور دلجمعی کے ساتھ مسجدوں میں خداء واحد کی عبادت کر سکیں گے۔ وہ آج مسلمانوں کو "مل جاؤ" کی دعوت صرف اس لئے تو نہیں دے رہے۔ کہ ان کی امداد کے بغیر وہ رائل کمیشن سے اپنی اغراض اور مقاصد پورے نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی دعوت اتحاد کا یہی مطلب ہے۔ اور یقیناً یہی ہے۔ تو کونسا بیوقوف مسلمان ہوگا۔ جو ایسے ہندوؤں کے ہاتھ میں آلہ بننے کے لئے تیار ہو۔ جو اُسے کسی قسم کے حقوق دینے تو الگ رہے۔ اس کا وجود بھی ہندوستان میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ مسلمان گذشتہ ایجیٹیشن کے زمانے میں ہندوؤں کے ہاتھوں میں پڑ کر جس قدر نقصان اُٹھا چکے ہیں۔ وہ انہیں ابھی بھولا نہیں۔ اور وہ دوبارہ اسی راستہ سے گذرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

ہندوؤں کو اتحاد کی دعوت دینے سے قبل اس بات کا صاف اور غیر مشتبہ طریق سے اعلان کر دینا چاہئیے۔ کہ وہ مسلمانوں کو ہر قسم کے حقوق پورے طور پر حاصل کرنے میں نہ صرف کسی قسم کی روک نہ ڈالیں گے۔ بلکہ بخوشی غصب شدہ حقوق واپس دے دینگے۔ اس کے سوا ہندو مسلمانوں میں کسی قسم کا اتحاد ہونا قطعاً ناممکن ہے۔ اور ہندوؤں کو اس کی امید نہ رکھنی چاہئیے ✦

ہندوؤں کو گوشت خوری کی تلقین

اخبار "ملاپ" (۲۰ - نومبر) میں انبالہ ہندو سبھا کا حسب ذیل ریزولیوشن ڈاکٹر مونجے کے خلاف شائع ہوا ہے۔

"ہندو مہا سبھا کے پردھان کی حیثیت سے حال میں ہی بمبئی کے اجلاس میں اور گذشتہ پراونشل ہندو سبھا انبالہ میں ڈاکٹر مونجے نے جو تقریر کی تھی۔ اس میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ ہندوؤں کو یہ سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ کم از کم سناتنیوں کے دھرم شاستر کے مطابق مانس کھانا پاپ نہیں ہے۔ اور اپنی بڑھتی ہوئی دقتوں کو روکنے کے لئے ہندوؤں کے لئے یہی واحد ذریعہ ہے۔ ایسی تقاریر سے زیادہ تر ہندوؤں میں جو مانس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اسنتوش پھیلنے کا احتمال ہے۔ اس لئے ڈاکٹر مونجے سے پرارتھنا کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہندو سبھا کے پلیٹ فارم سے آئندہ ایسی تقریر نہ کریں"

مگر سوال یہ ہے۔ کہ جب دھرم شاستر میں گوشت کھانا پاپ نہیں۔ تو ڈاکٹر مونجے کو اس کی تلقین کرنے سے روکنے کا کسی کو کیا حق حاصل ہے؟ اور جبکہ ان کے نزدیک ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی دقتوں کا واحد ذریعہ گوشت خوری ہی ہے تو کیا اس کے خلاف آواز اُٹھانا گویا ہندوؤں کو دقتوں میں مبتلا رکھنے کے مترادف نہیں؟

ہمارے نزدیک ڈاکٹر صاحب کو اس بارے میں پوری آزادی ہونی چاہئیے۔ البتہ اتنی بات ضرور قابل تشریح ہے کہ "مانس" سے کون کونسا مانس مراد ہے۔ اور کیا منجمد صاحب مسٹر آئینگر کے اس بیان سے بھی متفق ہیں۔ کہ "پرانے زمانہ میں آریہ لوگ بھی گائے کی قربانی کرتے تھے۔ اور ان کے ہاں اس کے گوشت کا پرہیز بالکل نہ ہوتا تھا"

دِل آزار کارٹون

"ملاپ" اور دیگر آریہ اخبارات کے دل آزار کارٹونوں کے متعلق ہم پہلے بھی گورنمنٹ کو توجہ دلا چکے ہیں۔ اور اب پھر اُسے بتانا چاہتے ہیں۔ کہ آریہ اخباروں کو اس مذموم حرکت سے روکے۔ ۱۳ر نومبر کے ملاپ نے ایک مریل ٹٹو بنا کر اس پر بے ترتیبی سے مسلمانوں کو سوار کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ لکھا ہے "جس ٹٹو کو کمال پاشا نے نکما سمجھکر اصطبل سے نکال دیا۔ ہندوستانی مولانا بڑے شوق سے اسکی سواری میں مشغول ہیں"

مطلب یہ کہ کمال پاشا نے جو یہ اعلان کیا ہے۔ کہ "ترکی حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ ترکوں کو اختیار ہے کہ وہ جس مذہب میں چاہیں اپنے دینی عقائد کی بنیاد رکھ لیں" اس طرح گویا اُس نے اسلام کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ اور "ملاپ" نے اسلام کا نام ٹٹو رکھ کر یہ دکھایا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بڑے شوق سے اس کی سواری میں مشغول ہیں۔

"ملاپ" کی یہ لغو ترین حرکت بے حد اشتعال انگیز اور دل آزار ہے۔ اور گورنمنٹ کی تغافل شعاری کی وجہ سے وہ بہت دلیر ہو گیا ہے۔ کیا گورنمنٹ اس کی شر انگیزیوں کے انسداد کے لئے کچھ نہیں کریگی ✦

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی کا نیا طریق

مسلمانان پانی پت کو حکام کی طرف سے اپنے گھروں میں گائے کی قربانی کرنے کی جو ممانعت ہوئی ہے۔ وہ حکام نے تو اس خیال سے کی ہوگی۔ کہ کسی قسم کا جھگڑا وفساد نہ پیدا ہو۔ اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے ایک حق سے محروم ہو جانے پر تسلی اور اطمینان حاصل ہو جائیگا لیکن ہندوؤں نے اسے اپنی فتح و کامرانی قرار دے کر مسلمانوں کو اشتعال دلانے کا ایک نیا طریق ایجاد کر لیا ہے۔ جس کا پتہ مسلمانان پانی پت کے ایک جلسہ عام کی روئداد سے لگتا ہے۔ اس جلسہ میں مسلمانوں نے ہندوؤں کی اس تجویز کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ جو انہوں نے گایوں کا جلوس نکالنے کے متعلق کی ہے۔ تاکہ اس طرح وہ اپنی اس فتح مندی کا مظاہرہ کریں۔ جو مسلمانوں کو قربانی کی ممانعت ہونے پر انہیں حاصل ہوئی ہے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی طرف سے گایوں کا جلوس محض مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کے لئے ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہندو فتنہ وفساد کو کسی حالت میں بھی بند کرنا نہیں چاہتے۔ اگر حکام مسلمانوں کو مجبور کر کے ان کو ایک حکم کا پابند بنا دیتے ہیں۔ تو ہندو فتنہ کا دوسرا طریق ایجاد کر لیتے ہیں۔ یہ اس طاقت اور قوت کے بے جا استعمال کا ایک ثبوت ہے۔ جس پر ہندوؤں کو گھمنڈ ہے ✦

مہاجنوں کا نیا مطالبہ

ساہوکاروں نے زمینداروں کی حالت جس درجہ دردناک اور عبرتبخش بنا رکھی ہے اس کا ذکر کئی بار کیا جا چکا ہے۔ مگر ہندو مہاجنوں کو ابھی صبر آتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ لائل پور اور جھنگ کے دکانداروں نے گورنر پنجاب کو حال میں ایک درخواست بھیجی ہے جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ یا تو ساہوکاروں کو بھی زمینداروں کی زمینیں خریدنے کی اجازت دی جائے یا پھر تجارت ان کیلئے مخصوص کر دیجائے اور انکے سوا کوئی دکانداری نہ کر سکے ✦

اسلامی عقائد کی صداقت

تعدد ازدواج

(۲)

اسلام کا ہر ایک حکم حکمت پر مبنی اور ہر قسم کی افراط و تفریط سے پاک ہے۔ انسانی حالات و ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ جن قیود و شرائط کے ساتھ اس حکم کو اسلام میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر حق پسند انسان اسلامی احکام کے فطرتی قوانین ہونے پر صاد کرے گا۔ مگر حیرت کا مقام ہے۔ آریہ سماج اس یقین حقیقت کو بھی تسلیم کرنے سے انحراف کرتی ہے۔ چنانچہ مہاشہ پریم چند لکھتے ہیں:-

"دنیا کے بہت سے ملکوں اور قوموں میں کثرت ازدواج جائز تھی۔ اور کم و بیش اب بھی ہے۔ مگر جس فخر کے ساتھ اسلام نے اس مسئلہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کی نظیر دنیا کا کوئی دوسرا مذہب یا قوم پیش نہیں کر سکتی اسلام نے ایک ہی وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے" (تیج ۲۷ ستمبر)

مہاشہ صاحب کے خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے چار بیویاں رکھنے کی "اجازت" دی ہے۔ یہ اسلام کا جبری حکم نہیں کہ ہر مومن ضرور چار بیویاں ہی رکھے۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ اجازت ہمیشہ ضرورت مند اور مجبور لوگوں کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اسلام کے اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نیچرل مجبوریوں کو بالکل نظر انداز کر کے انسان کو بے دست و پا نہیں کر دیتا۔ بلکہ ہر موقعہ پر اس کی مشکل کشائی کے سامان مہیا کرتا ہے۔ ہاں غور طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا ایسے حالات پیش آسکتے ہیں۔ کہ مرد کو دوسری شادی کے بغیر چارہ کار نہ رہے؟-

کثرت ازدواج اور عقل

واقعات پر غور کرنے والے اس کا جواب اثبات میں دینگے۔ مرد کا عالم شباب ہو اور اس کی بیوی ایسے امراض میں مبتلا ہو جائے۔ جن کی وجہ سے زن و شوئی کے تعلقات ناممکن ہوں۔ تو اس صورت میں کیا علاج ہے؟ اس عورت کی حالت قابل رحم ہے۔ اندریں حالات اسے چھوڑ دینا اس پر ظلم ہوگا۔ مگر مرد کے فطرتی جذبات بھی مٹائے نہیں جا سکتے اس لئے بجز اسلامی قانون کو اختیار کرنے کے کوئی چارہ نہیں۔ ایسے ہی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ جن میں عقلاً مرد کو دوسری شادی کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔ اس لئے اسلام نے بشرائط کثرت ازدواج کی اجازت فرمائی ہے۔ اگر آریہ سماجی دوستوں کو ہمارے بیان سے اتفاق نہ ہو۔ تو وہ اپنے مہرشی کے الفاظ پڑھ لیں۔ پنڈت دیانند صاحب سوال و جواب کے رنگ میں لکھتے ہیں:-

"سوال۔ جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کیلئے ایک مرد رہیگا۔ اس عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہو جائے اور دونوں کا عالم شباب ہو۔ اور رہا نہ جائے۔ تو کیا کریں؟

جواب۔ اس کا جواب نیوگ کے مضمون میں دے چکے ہیں۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جائے۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کرے" (ستیارتھ پرکاش باب ۴)

اس عبارت میں پنڈت صاحب موصوف نے تو مدت حمل میں بھی مرد کو دوسری عورت سے تعلق پیدا کرنے کی اجازت دی ہے۔ کیا اب بھی آریہ سماجی کہہ سکتے ہیں۔ کہ عقلی طور پر ایسے واقعات رونما نہیں ہو سکتے۔ جن میں مرد کو دوسری بیوی کی واقعی ضرورت ہو؟ جب ایسا ہو سکتا ہے۔ اور ہوتا ہے۔ تو اگر اسلام نے اس کا بہترین علاج کثرت ازدواج کی صورت میں پیش کیا ہے۔ تو وہ قابل اعتراض کیوں ہے؟

اسی پر بس نہیں ہے۔ بانی آریہ سماج منو جی مہاراج کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"عورت بانجھ ہو۔ تو آٹھویں برس۔ اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس۔ جب جب اولاد ہو۔ تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں۔ تو گیارھویں برس تک اور جو بد کلام بولنے والی عورت ہو۔ تو جلد ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے" (ستیارتھ پرکاش جلد پنجم صفحہ ۱۳۹)

چونکہ آریہ سماج میں طلاق جائز نہیں اس لئے "دوسری عورت" پہلی کی موجودگی میں ہی ہو سکتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ ان وجوہات کے ماتحت ایک سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔ اس عبارت میں فقرہ "لڑکیاں ہی ہوں الخ" سے عورت کی حیثیت ویدک دھرم کی نظر میں ظاہر ہے۔ کیا مہاشہ صاحبان اس کا کوئی جواب دے سکتے ہیں؟

غرض انسانی حالات کے گوناگوں تغیرات بعض حالات میں عقلاً مرد کو ایک سے زیادہ شادیوں کے لئے مجبور کر دیتے ہیں پس عالمگیر مذہب کے لئے ایسی اجازت مخصوص قواعد کے ماتحت ضروری ہے۔

ویدک دھرم اور کثرت ازدواج

چونکہ آریہ سماج کا یہ جارحانہ قدم اپنے عقائد سے تجاہل عارفانہ کرتے ہوئے اٹھتا ہے اس لئے ویدک دھرم کے "پوتر" اصول ان کے سامنے پیش کرنا چنداں نفع رساں نہ ہونگے۔ لیکن بحث کو مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ بتلایا جائے۔ ویدک دھرم میں بھی ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہیں۔ ہاں یہ الگ امر ہے کہ اس کو بیوی کی بجائے "نیوگن" کہا جائے۔ بانی آریہ سماج رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۵ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:-

"جیسے اس منتر سے گیارھویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے۔ ویسے مرد بھی گیارھویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۸)

کس قدر اندھیر ہے۔ کہ اگر ایک شخص "نیوگ" کا نام لیکر گیارہ عورتوں سے تعلقات پیدا کرے۔ تو وہ ویدک دھرم میں پاک اور نیک شمار ہو۔ لیکن اگر اسلام پاکدامنی کے ساتھ چار بیویاں رکھنے کی اجازت دے۔ تو یہ بقول مہاشہ پریم چند "لعنت" "سیاہ دھبہ" اور "ظلم" ہے۔ ع اینکہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

کثرت ازدواج اور اسلام

اہل عرب جو اسلام کے پہلے مخاطب تھے کثرت ازدواج کے بارہ میں بالکل مطلق العنان تھے۔ شری ستیہ پرکاش دیو جی لکھتے ہیں "کثرت ازدواج کے مروج ہونے کے باعث عورتوں کی حالت بہت خراب تھی۔ مرد جس قدر چاہتا تھا۔ عورتیں رکھ لیتا تھا۔ اور جس کو جب چاہتا تھا۔ بلا عذر چھوڑ دیتا تھا" (سوانح عمری محمد صاحب صفحہ ۹)

آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ کا ہی یہ نتیجہ تھا۔ کہ وہ لوگ جو بلا حدود و بلا قیود بیویاں کرنا معمولی مشغلہ سمجھتے تھے عدل و انصاف کی پابندی کے ساتھ ضرورت حقہ کے ماتحت محض چار تک کی اجازت کے قائل ہو گئے۔ اس عظیم الشان تبدیلی کو شردھانند جیسا معاند اسلام بھی ان الفاظ میں تسلیم کرتا ہے:-

"کثرت ازدواج کو قطعی روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے چار پر راضی نامہ کر لیا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۲)

اسلام نے تمدنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بے شک چار تک کی اجازت دی ہے۔ مگر اس کے لئے عدل کی شرط ضروری قرار دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء ع ۱) کہ اگر تم کو بیویوں کے درمیان عدل نہ کر سکنے کا خطرہ ہو۔ تو ایک سے زیادہ مت کرو۔ اندریں حالات کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے کسی ظالمانہ فعل کی تلقین کی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے۔ کہ اسلام نے مرد و عورت کی قدرتی بناوٹ کے لحاظ سے اس اجازت کو صرف مردوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے

نیوگ کی طرح مرد و عورت دونوں کو گیارہ تک کی اجازت نہیں دی"۔

کثرت ازدواج اور لونڈیاں

اسلام کی لونڈیوں کے متعلق اجازت پر مہاشہ صاحب کو اعتراض ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ لونڈیوں سے تعلقات کا جائز ہونا اس حد کو بالکل ناکارا اور فضول ثابت کر دیتا ہے"۔

لونڈی غلاموں کے متعلق ہم نمبر ا میں بحث کر چکے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جب اسلام نے ہر لونڈی۔ غلام کو آزاد ہونے کا حق دائمی طور پر دیا ہے۔ تو ان کو مسئلہ ازدواج کی بحث میں لانا غلط ہے۔ اسلام نے لونڈیوں سے تعلقات کو پسند نہیں فرمایا۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ ذالک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم واللہ غفور رحیم (نساء ع ۴) کہ یہ اجازت صرف اضطراری حالت میں ہے۔ ورنہ اگر تم اس سے اجتناب ہی کرو۔ تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ جو عورتیں جنگ میں شریک پائی جائیں۔ اور ان کو لونڈی بنا لیا جائے۔ ان کے جذبات فطریہ اور بعض دیگر مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے ان کو بیوی بنا کر رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس اجازت کا استعمال حکومت وقت کے قواعد اور ہر شخص کی وسعت کے ماتحت ہے۔ لونڈیوں وغیرہ کے متعلق ہندو دھرم کے مقنن اعظم منوجی مہاراج کا ارشاد بھی صاف ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:-

"رتھ۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ چھتری۔ دھن۔ دھانیہ۔ چارپائے عورت اور تمام دولت سوا سونا چاندی کے سیسا پیتل وغیرہ ان سب کو جو فتح کرے وہی اس کا مالک ہوتا ہے" (منو ۷/۹۶)

"لڑائی میں فتح کیا ہوا۔ خوراک پر غلامی کو منظور کرنے والا اور کسی جرم کے عوض غلامی کو قبول کرنے والا گھر کی لونڈی سے پیدا ہوا ہوا۔ خریدا کیا ہوا۔ خیرات میں ملا ہوا۔ بزرگوں سے ورثہ میں ملا ہوا۔ اور بھگت یہ سب غلام ہیں" (منو ۸/۴۱۵)

ایسے واضح احکام کی موجودگی میں اسلام پر اعتراض کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ پس لونڈیوں کے تعلقات اضطراراً جائز ہیں۔ اور چونکہ ان کی آزادی خود ان کے اپنے ہاتھ میں ہے اس لئے اس سے چار کی حد بندی میں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہوتی۔ بانیٔ اسلام نے یہی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ لونڈیوں کو آزاد کر کے ان سے شادی کرنا زیادہ رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ کیونکہ پھر یہ نکاح طرفین کی رضامندی سے ہوگا۔ (ملاحظہ ہو ترمذی ابواب النکاح) اور ان حالات میں چار کی پابندی بہر صورت قائم رہیگی۔

چار بیویاں اور رسول کریمؐ

مہاشہ صاحب چار کی اجازت کو تسلیم کر کے۔ آنحضرت صلعم کی ذات کے متعلق لکھتے ہیں:-

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب اس پر عمل نہ کر سکے انہوں نے ایک وقت میں ہی نو نو اور دس دس بیویاں کیں"۔

یاد رہے۔ کہ جس قانون میں عام مومنین کے لئے چار تک کی اجازت آئی ہے۔ اسی قانون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نو دس کی اجازت دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج الآیۃ (احزاب ع ۶) اے نبی ان بیویوں کے علاوہ اور کوئی عورت تیرے لئے جائز نہیں۔ اور تو ان عورتوں میں سے کسی کو چھوڑ کر اور سے بھی شادی نہیں کر سکتا۔

اس حکم الٰہی نے جہاں پر حضور علیہ السلام کو چار کی پابندی سے مستثنیٰ ٹھیرایا ہے۔ وہاں پر عام مومنوں کی نسبت مزید ذمہ داری ڈالدی۔ کہ آپ پھر کسی کو طلاق بھی نہ دیں۔ پس از روئے قانون یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ہاں اگر یہ سوال ہو۔ کہ اس امتیاز میں کیا حکمت تھی؟ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس میں علاوہ دیگر سیاسی و تمدنی مصلحتوں کے ایک بڑی حکمت یہ تھی۔ کہ تا اس "معصوم" کی زندگی کے اندرونی گواہوں کا نصاب بھی پورا ہو جائے۔ ایک دو نہیں بلکہ نو دس شہادتوں سے آپ کی پاک باطنی "طہارت" اور عفت شعاری کا ثبوت کما حقہٗ مل جائے۔ اور یہ تو عیاں ہی ہے۔ کہ انسان کے اخلاق و عادات کی بہترین گواہ اس کی بیوی ہوا کرتی ہے کیونکہ وہاں پر تصنع اور بناوٹ کو دخل نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں آپ کا متعدد شادیاں کرنا ضروری تھا۔

کثرت ازدواج اور محبت

کثرت ازدواج کے خلاف مہاشہ صاحب کی زبردست تنقیح یہ ہے:- "خانگی زندگی کو جس قدر کثرتِ ازدواج تلخ بنا دیتی ہے۔ اور کوئی چیز نہ بنا سکتی ہوگی۔ اگر کثرتِ ازدواج میں اور کوئی نقص نہ ہوتا۔ تو اکیلا یہی نقص اس کو ایک بہت بڑی لعنت ثابت کرنے کے لئے کافی تھا"۔

مندرجہ بالا بیان جسے مہاشہ صاحب اپنا "ذاتی مشاہدہ" بتاتے ہیں۔ اگر صحیح ہے۔ تو یہ صرف حدود شرعیہ سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ واِلّا ہمارے سامنے متعدد مثالیں موجود ہیں۔ کہ باوجود کثرت ازدواج کے وہ گھر بہشت کا نمونہ نظر آتے ہیں اور ان بیویوں کے آپس میں بہت مخلصانہ تعلقات ہیں۔ مہاشہ صاحب کا ارشاد کہ "میرے خاندان میں کئی مردوں کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ سب جہنم کا نمونہ بنے ہوئے ہیں"۔ اس مسئلہ کی نوعیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ ہم کئی غیر مسلم گھرانوں کو جانتے ہیں۔ جن میں ایک سے زیادہ بیویاں نہیں۔ مگر رات دن ان میں جوتی پیزار ہوتی رہتی ہے۔ تو یہ کیا ایک بیوی کا نتیجہ ہے؟ میاں بیوی کی کشیدگی کا بڑا سبب ان کی اخلاقی گراوٹ ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ ایک یا متعدد بیویوں کا ہونا۔ ہاں متعدد بیویوں میں اگر معمولی سی رقابت پیدا ہو بھی جائے۔ تو اس کا کوئی ہرج نہیں۔ ایسی رقابت تو بعض اوقات متعدد بیٹوں میں بھی ہو جاتی ہے۔ تو کیا ایک سے زیادہ بیٹوں کا ہونا بھی "بہت بڑی لعنت" ہے؟ میں بزور کہوں گا۔ کہ مہاشہ صاحب کو اپنا یہ وہم جلد دور کر دینا چاہیئے۔ کہ کثرت ازدواج تلخی انجمن کا باعث یا محبت کے منافی ہے۔ کیونکہ خود ایشور یجروید ۳۱/۲۲ میں فرماتے ہیں۔

"اے پرمیشور! شری یعنی شان و شوکت اور لکشمی یعنی صفت و کمال با حشمت و دولت دو پیاری بیویاں کی مثال تیری خدمت گذار ہیں۔ دن اور رات تیرے دو پہلو ہیں۔ الخ" (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۷۹ اردو)

یہ وید منتر ہمارے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ یعنی "دو بیویاں" "پیاری" اور "خدمت گذار" ہو سکتی ہیں۔ بلکہ جس طرح شری اور لکشمی ایشور کی خدمتگذار ہیں۔ اسی طرح دو پیاری بیویاں اپنے خاوند کی خدمت گذار ہو سکتی ہیں۔ مہاشہ صاحب! فرمائیے۔ اور کیا چاہتے ہیں ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

سماجی دوستوں کو اس منتر کے متعلق یہ بھی بتانا چاہیئے کہ کب بنایا گیا۔ کیونکہ ان کے زعم میں وید ابتدا آفرینش کی تصنیف اور ازلی کلام ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول۔ ابتدا ہی سے کثرت ازدواج جاری ہو۔ کیونکہ ہمیشہ تمثیل عام مشہور و معمول بہ کی دی جاتی ہے۔ دوم یہ منتر رام چندر جی کے والد بزرگوار جیسے بزرگوں کے زمانہ میں تصنیف ہوا ہو۔ جو بقول مہاشہ صاحب اس "بہت بڑی لعنت" میں گرفتار تھے۔ جو شق بھی آریہ اصحاب کو پسند ہو اختیار کر لیں۔ ؎

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام

مسلم نوجوانوں کے نام

اخبار "دی ینگ مسلم" کے پہلے پرچہ میں

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے "دی ینگ مسلم" کے نام سے ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار دہلی سے جاری کیا ہے۔ جس کا پہلا پرچہ ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اخبار ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے بھی شاندار نظر آتا ہے۔ کاغذ اور ٹائپ بہت عمدہ ہے اگر جناب خواجہ صاحب نے اس اخبار کے چلانے میں استقلال اور سرگرمی سے کام لیا۔ تو یہ مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت کو پورا کرنے والا ہوگا۔ اخبار کی قیمت سالانہ پانچ روپے رکھی گئی ہے حجم فی الحال ۱۶ صفحہ ہے۔ اس کے پہلے پرچہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم جب ایک چیز کو پیچھے چھوڑ جاؤ۔ تو اُسے حاصل کرنے کے لئے تمہیں پھر واپس لوٹنا پڑے گا۔ مگر قرآن کریم اپنے دعاوی اور تعلیمات کی رُو سے ہر زمانہ کے مطابق ہے یہ ہمیشہ راہ نمائی کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کسی خاص زمانہ یا قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اور تمام اقوام عالم کی ہدایت کے لئے ہے۔ کوئی نئی تحقیقات یا قدرت کے مخفی خزانوں کا علم قرآن کی کسی تعلیم کی تغلیط نہیں کرسکتا اور جب کہ تمام دیگر ادیان کی تعلیمات کو زمانہ حال کے مطابق بنانے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ اسلام ہمیشہ اسی چٹان پر مضبوطی سے قائم رہا ہے۔ اور رہے گا۔ جس پر تیرہ سو سال قبل اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

خواہ کتنا زمانہ گذر جائے۔ اور سائنس دُنیا کے سامنے کتنی بھی مخفی باتیں ظاہر کرے۔ لیکن اسلام کی تعلیم جو ہمیشہ انسانوں کو حصول کمال کے لئے کوشش کرنے کی تلقین کر رہی ہے۔ ہمیشہ انسانی علوم سے بالا و برتر رہیگی مسلمانوں کے تنزل اور پستی کا سبب اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ انہوں نے تعلیم قرآنی کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ قرآن کی مثال ایک دریا کی ہے۔ جو ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور تر و تازہ پانی اپنے ساتھ لاتا ہے۔

اس جوہڑ کی مانند نہیں ہے۔ جس کا پانی سڑا ہوا ہو۔ ذرا اسلام کے ان جلیل القدر صوفیاء پر نظر ڈالو۔ جو ہمیشہ قرآن کی تعلیم کی عمیق ترین گہرائیوں میں غوطہ زنی کر کے ہمیشہ بیش بہا جواہرات جن کا خزانہ اس کی تہ میں مخفی ہے۔ ان تشنگان اور عدیم الفرصت لوگوں کے لئے لاتے رہے ہیں جو اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے۔ جب تک کہ ساقی کے دست خاص سے جام نوش نہ کریں۔

وہ لوگ جو پابندِ ساحل رہنے میں ہی سلامتی سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ ان بلند مرتبت بزرگوں پر کفر کے فتوے لگاتے رہے ہیں۔ مگر یہ بزرگ ان فتووں کی کبھی پروا نہیں کرتے۔ اور غوطہ زنی سے جواہرات کی تلاش کے دلپسند شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ اور صرف یہ ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنی رفتار کو وہ یا ہے کے ساتھ ساتھ رکھتے ہیں۔

ان کی کوششیں رائگاں نہیں جاتیں۔ ان کی کسی کتاب کو اُٹھاکر دیکھ لیں۔ اس میں ایسی ایسی عارفانہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو ان کے دیگر ہمعصروں میں نظر نہیں آتیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے زمانہ کے وہ بیوقوف لوگ جو اپنے علم و فضل کے باوجود حقائق قرآنی سے محض نابلد تھے ان کو ملحد سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کے بال و پر مستعار لئے ہوئے تھے ہیں۔ اور چونکہ ایسے پروں کے ساتھ پرواز نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے وہ بلند پرواز لوگوں کو جھوٹے اور بیدین سمجھتے ہیں۔

موجودہ سائنس کی ترقی کے زمانہ میں ان کی کتابیں پڑھو۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ان سے الزام اور اتہام کے وہ تمام قلعے جو معاندین اسلام نے اسلام کے خلاف تعمیر کئے ہیں۔ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔

جس چیز کو ان کی زندگی میں قصر اسلامی کیلئے تباہ کُن سمجھا جاتا تھا۔ وہی آج عین اسلام ہے۔ جب ابن عربی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فتوحات مکیہ میں لکھا کہ دُنیا کی پیدائش ایک دن میں نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی اس کی عمر چند ہزار سال ہے۔ بلکہ اسلام کی تعلیم کے مطابق یہ لکھوکھا سال میں پیدا کی گئی ہے۔ اور اس کی عمر اتنی لمبی ہے۔ کہ انسان اس کو گن بھی نہیں سکتا۔ تو اس زمانہ کے علماء انگشت بدندان ہو گئے۔ اور اُس کو مجنون خیال کرنے لگے۔ مگر جب علم الطبقات اور مسئلہ ارتقاء کا ظہور ہوا۔ تو وہی شخص جسے کو بارھویں صدی میں دیوانہ خیال کیا جاتا تھا۔ بیسویں صدی میں علم کا ایک ستون سمجھا جانے لگا۔

پس میرے پیارے مسلم نوجوانو میں تمہیں بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ حرکت کرو۔ اور قرآن شریف کی طرف آؤ۔ جو تمہیں بُلا رہا ہے۔ تا کامل انسان بننے کے لئے تمہاری راہ نمائی کرے۔ اس کو پڑھو۔ اور بار بار پڑھو۔ کیونکہ اس میں علوم کا کبھی ختم نہ ہونے والا مخفی خزانہ ہے۔ یہ تمہارے سامنے روحانی دنیا کے خوش آئند اور عظیم الشان منظر پیش کرتا ہے مگر یاد رکھو۔ کہ یہ قانون الٰہی ہے۔ کہ ان غفلت شعار انسانوں کی آنکھوں سے وہ حقائق مستور رکھے جاتے ہیں جن میں ایسی پاکیزہ چیزوں کے لئے کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ سو اس کو سمجھنے اور یاد کرنے کی نیت سے پڑھو۔ اس وقت تم بادلوں کو پھٹتے ہوئے دیکھو گے۔ اور اس وقت خدا تعالٰے کے روحانی سورج کی تیز شعاعیں تمہارے قلوب کے تاریک ترین گوشوں کو منور کریں گی۔ اور تم اپنے میں اپنے نفس پر قابو پانے کے لئے استعداد اور دنیا کو فتح کرنے کی طاقت محسوس کرو گے۔ میرے پیارو! خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

تعزیت ناموں کا شکریہ

میں ان تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میری راحت جان بیٹی مرحومہ مبارکہ بیگم بقاپوری کی وفات پر اظہار ہمدردی کیا چونکہ تعزیت نامے کثرت سے آئے ہیں۔ ان کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ الفضل شکریہ ادا کرتے ہوئے ان احباب کا خاکسار بھی اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ جنہوں نے اسکو قومی صدمہ سمجھا۔ اللہ تعالٰی مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور ہمارے لئے فرط بنائے۔ اور ہمیں اسکا نعم البدل دے آمین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے حساس دوستو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب و مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل کے تعزیت ناموں کا آپ نے مطالعہ کر لیا ہے جنہیں مرحومہ کی وفات کو قومی صدمہ بیان فرمایا ہے۔ اور اب خاکسار ان بیشمار خطوط میں سے جو باہر سے آئے ہیں بطور نمونہ دو چار کے اقتباسات اختصاراً نقل کرتا ہے جن سے ظاہر ہے کہ احمدی قوم حساس اور زندہ قوم ہے۔ اور اپنے خلیفہ برحق سے تو اور بھی رکھتی ہے (۱) "عزیزہ مبارکہ بیگم کے انتقال کی خبر پڑھکر از حد افسوس ہوا ہونہار بچی کا اچانک اس عمر میں ہم سے جدا ہو جانا صرف اسکے والدین کیلئے ہی صدمہ کا موجب نہیں بلکہ اس سے بڑھکر تمام جماعت کے افراد کو جو سلسلہ کی بہت سی امیدیں مرحومہ سے وابستہ تھیں" ڈاکٹر کرم الٰہی امیر جماعت احمدیہ (۲) "مرحومہ کی وفات خاندان کیلئے نہیں۔ بلکہ احمدیہ قوم کیلئے صدمہ ہے مرحومہ اگر زندہ رہتیں۔ تو انشاء اللہ تمام جماعت کیلئے مایہ صد فخر و ناز ہوتیں" شیخ نیاز محمد انسپکٹر سی۔ آئی ڈی و پریذیڈنٹ جماعت کراچی (۳) مرحومہ مبارکہ بیگم کی وفات ایک قومی نقصان ہے (ملخص) علی محمد۔ اے۔ بی۔ بی۔ میانوالی۔ ...

ایک ضروری شہادت

خاکساران جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس بات کی حلفی شہادت دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس کرتہ پر بحالت کشف خدائی روشنائی کے چھینٹے پڑے تھے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری مرحوم رضی اللہ عنہ کو یہ وعدہ لیکر عطا کر دیا تھا۔ کہ وہ انکی وفات پر ان کے ساتھ دفن کر دیا جائے اسے ہمنے میاں عبداللہ صاحب مرحوم کی زندگی میں خود انہی کے دکھلانے پر بچشم خود دیکھا تھا۔ اور اس وجہ سے ہم اسے اچھی طرح پہچانتے تھے۔ وہ کرتا میاں عبداللہ صاحب سنوری مرحوم کی وفات پر ہمارے سامنے بوقت تکفین انہیں پہنا دیا گیا۔ اور پھر ہماری موجودگی میں میاں عبداللہ صاحب کے ساتھ بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔

(۱) میرزا بشیر احمد قادیان (۲) عبدالقدیر بی۔ اے پسر خورد میاں عبداللہ صاحب سنوری قادیان (۳) یعقوب علی عرفانی۔ ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان (۴) محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان (۵) مولا بخش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان (۶) نور الٰہی مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان (۷) عطا محمد کارکن دفتر ناظر اعلیٰ قادیان (۸) مصباح الدین کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان (۹) برکت علی خاں کارکن دفتر بیت المال قادیان (۱۰) محمد امین خاں مبلغ بخارا قادیان۔

کٹک میں احمدیوں پر تشدد

نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ ایسے وقت میں بھی جبکہ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ بعض مسلمان کہلانے والے ایسے عمل کر رہے ہیں۔ جن سے مخالفین اسلام کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک تازہ واقعہ شہر کٹک کا ہے۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

کٹک شہر کے رہنے والے ایک معزز خاندان کے احمدی مولوی عبدالستار صاحب ایم۔ اے ٹرانسلیٹر سرکٹ ہائی کورٹ کٹک کا بڑا صاحبزادہ عبدالسلام جو قریباً ۱۵ سال کا نونہال تھا ۶ر نومبر کو انتقال کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس ہونہار طالب علم کے انتقال کر جانے سے اس کے والد اور تمام جماعت احمدیہ کو سخت صدمہ پہنچا۔ مگر بعض سنگدل غیر احمدیوں نے اس موت کو ایک کھیل اور تماشا بنانا چاہا۔

چونکہ قبل ازیں متعدد بار جماعت احمدیہ ایسے موقعوں پر غیر احمدیوں سے تکلیفیں اٹھا چکی تھی۔ اس لئے قبرستان کیلئے ایک قطعہ زمین کو بالکل علیحدہ میونسپلٹی سے حاصل کر لیا ہوا تھا۔ گو تا حال اس میں کوئی نعش دفن نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ لوگ جانتے تھے کہ احمدیوں نے جگہ علیحدہ لی ہوئی ہے۔ پھر بھی شہر کے فسادی لوگوں کے بہکانے سے فسادی کھڑے ہو گئے۔ اور تجہیز و تکفین کرنے میں رکاوٹیں ڈالنے کیلئے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر شہر کی مختلف گلی کوچوں میں جتھے بنا کر بیٹھ گئے۔ اور پولیس کے پاس یہ جھوٹی رپورٹ کر دی کہ احمدی ہماری عیدگاہ میں زبردستی نعش دفن کرنا چاہتے ہیں"

احمدیوں نے ان کا یہ فتنہ دیکھکر رات کو کفن دفن کرنا ملتوی کر دیا۔ اور میونسپلٹی کا دیا ہوا نقشہ زمین اور اجازت نامہ پولیس کو جا کر دکھلایا۔ جسپر افسران پولیس کو احمدیوں کی صداقت کا یقین ہو گیا۔ اور وہ احمدیوں کی ضروری مدد کرنے اور حق دلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دو سب انسپکٹروں اور چند سپاہیوں کو انتظام کرنے کے لئے موقعہ پر مقرر کر کے قبر کھودنے کا حکم دیدیا۔ احمدی اپنے ہاتھوں سے قبر کھودنے لگے۔ کیونکہ شہر کے تمام مزدوروں کو کام کرنے سے غیر احمدیوں نے روک دیا تھا۔ مگر پھر بھی غیر احمدی فساد کرنے کے لئے اور نعش کی بے حرمتی کرنے کے لئے موقعہ پر ڈٹے کھڑے رہے۔ اور پولیس کے سمجھانے اور ہٹانے سے نہ سمجھے اور نہ ہٹے۔ آخر جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اطلاع دیکر بلانا پڑا۔ یہ دونوں افسر معہ دیگر حکام کے ۴ بجے کے قریب موقعہ پر پہونچے اور لوگوں کو بہت سمجھایا۔ مگر لوگ باز نہ آئے۔ اور اپنے شور و غوغا سے اور اپنے بھاری جتھا سے افسروں کو متاثر کرنا چاہا۔ اور ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا۔ مگر حق کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ اور صاحب مجسٹریٹ بہادر نے ان کے تمام اعتراضات کو نامعقول اور لغو قرار دیکر رد کر دیا اور فیصلہ سنایا۔ کہ چونکہ احمدی لوگوں کا اس زمین پر حق ہے۔ اس لئے ہم آرڈر دیتے ہیں۔ کہ احمدی اسی قبرستان میں اور ہاں اسی قبر میں نعش کو گاڑیں گے۔ اور تم لوگ بھاگ جاؤ۔ ورنہ ٹھیک نہ ہوگا"۔ گو مفسد فیصلہ کو سن کر نادم ہوئے۔ مگر اپنی حرکات سے پھر بھی باز نہ آئے۔ آخر مجسٹریٹ صاحب نے واپس جا کر تحریری آرڈر بھیجکر پولیس کے ۵۰ جوانوں اور دو سب انسپکٹروں کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی سرکردگی میں موقعہ پر متعین کر دیا۔ تب جا کر غیر احمدی منتشر ہوئے اور احمدیوں نے اپنے امیر جناب مولوی ضیاء الحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ٹریننگ سکول کٹک کی ہدایات کے ماتحت کام کیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو نیک جزا بخشے نعش ۴۸ گھنٹے کے بعد مکان سے ۷ر نومبر کو اٹھائی۔ اور ۱½ میل کے فاصلہ پر مغرب کے وقت پہنچائی گئی۔ پولیس کی گارد ساتھ تھی۔ حکام اور پولیس آخر تک قبر پر کھڑی رہی۔ اس موقعہ پر مرحوم کے والد مولوی عبدالستار صاحب ایم۔ اے نے باوجود اس کے رشتہ داروں اور شہر کے مسلمانوں نے بائیکاٹ کر دیا تھا۔ خدا کے فضل سے خوب استقامت دکھائی۔ مولوی صاحب ہی کٹک کے رہنے والوں میں سے ایک احمدی ہیں۔ باقی تمام جماعت کے افراد دوسری جگہوں کے ہیں۔

اس واقعہ کے بیان کر دینے کے بعد جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر رائے صاحب بابو سبھ چندر و مصرا صاحب جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر جے۔ الیف ٹانر صاحب بہادر جناب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس رائے صاحب اموددرتھ صاحب جناب چیرمین دیوان بہادر سری کرشن مہاپتر صاحب۔ جناب میونسپل کمشنر خان بہادر عبدالمجید صاحب جناب کورٹ انسپکٹر مولوی جسیم الدین صاحب جناب سب ڈویژنل افسر بابو بامدیب صاحب چودھری کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے عدل و انصاف سے کام لیا۔ اور اس فساد کو روکنے میں غیر معمولی کوشش کی۔ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھایا۔ اور پھر خاص کر جناب بابو جے گوپال داس صاحب سب انسپکٹر پولیس اور بابو گنج بہاری داس صاحب سب انسپکٹر مستحق مبارکباد ہیں۔

خاکسار قریشی محمد حنیف احمدی مبلغ از مقام کٹک

اخبار ریاست

اردو اخباروں میں معاصر ریاست دہلی کو اپنی ظاہری شان و شوکت خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے خاص درجہ حاصل ہے۔ ہر ہفتہ نہایت اعلیٰ کاغذ اور لکھائی چھپائی کے علاوہ چار صفحات پر بلاک کی تصویریں بھی دی جاتی ہیں۔ تازہ پرچہ سے اخبار کا سرورق رنگین کر دیا گیا ہے۔ جس سے ریاست کی شان میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ ہم سردار دیوان سنگھ صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار ریاست کو مبارکباد کہتے ہیں۔ جو اردو اخبار نویسی کی وقعت اور شان کو بڑھا رہے ہیں۔ ریاست کی سالانہ قیمت آٹھ روپے ہے۔

معاونین جرائد سلسلہ

اس دفعہ بجائے اس کے کہ معاونین جرائد کے اسماء گرامی دیتا۔ مجھے کچھ برادرانہ شکوہ کرنا پڑا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ احباب کرام جماعت احمدیہ توجہ مبذول فرما کر شکایت رفع کر دیں گے۔

الفضل

ہر مہینے جن خریداروں کی قیمت ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام وی پی جاتے ہیں۔ اس دفعہ غیر معمولی طور پر وی پی واپس آ رہے ہیں پہلے روز ۱۷ دوسرے روز ۱۹ تیسرے روز ۱۵ یہ رفتار بہت اندیشہ میں ڈالنے والی ہے۔ بجائیکہ الفضل پہلے سے بڑھ کر آپ کی خدمت کے لئے وقت پر حاضر ہو رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ برادران ملت اس نقصان کی تلافی فرمائیں گے۔

ریویو آف ریلیجنز اردو

اس رسالہ کی طرف ابتداء ہی سے احباب کی توجہ بہت کم ہے۔ خرچ باوجود بہت کچھ تخفیف کر دینے کے آمد سے زیادہ ہے۔ اتنے خریدار تو ہوں کہ معمولی اخراجات کے لئے ان کا چندہ کافی ہو۔ رسالہ خدا کے فضل سے مقررہ حجم پر ٹھیک تاریخ پر شائع ہوتا ہے۔ اور گذشتہ ۵ سال میں ایک موقعہ بھی ایسا نہیں آیا کہ وہ تاریخ کو ڈاکخانہ سے روانہ نہ کر دیا گیا ہو۔ باوجود اس پابندی اور مضامین مفید اسلام و احمدیت کے یہ حال ہو تو کس قدر افسوسناک بات ہے۔ ہر ماہوار بھی کوئی چندہ ہے۔ جو ادا نہ کیا جا سکے۔ یا ادا کر کے اس رسالہ کا خریدار نہ بنا جائے۔

انگریزی ریویو

یہ لندن سے ہر مہینے احباب کو پہنچتا ہے۔ مگر اکثر احباب ہیں۔ جو سالہا سال سے رسالہ پڑھ رہے ہیں۔ اور کبھی چندہ دینے کا خیال بھی نہیں کیا۔ ہم نے بقایا ملتوی کر کے صرف ۱۹۲۷ء کے لئے وی پی کئے تھے۔ مگر کئی وی پی واپس آ گئے۔ سارے یورپ میں اس رسالہ سے تبلیغ کرنا مقصود ہے اور اس کی توسیع اشاعت کی طرف ہمارے انگریزی دان بھائی توجہ نہیں کرتے۔ سات روپے سالانہ بھی کوئی رقم ہے۔ جس کی وصولی کے لئے اتنا تقاضا کرنا پڑے۔

سن رائز

یہ ہندوستان کے نوجوانوں اور طالبعلموں میں اسلامی خدمات کا مذاق پیدا کرنے اور غیر مذاہب کے بد اثر سے بچانے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ پندرہ روزہ وقت پر اچھے ٹائپ اور کاغذ پر شائع ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خواہش کا اعلان ہو چکا ہے۔ کہ کم از کم اس کے پانچ ہزار خریدار ہوں۔ اسی لئے اس کی قیمت دو روپے سالانہ اور طلباء کے لئے ایک روپیہ رکھی گئی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ قیمت معمولی چھپوائی کا خرچ ادا کرنے کے لئے بھی کافی نہیں ایڈیٹوریل سٹاف بالکل مفت ہے۔ تاہم اخراجات آمد سے بڑھ رہے ہیں۔ پس دوست سمجھ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے فرائض کو کہاں تک ادا کیا۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ خود ہی خریدیں۔ بلکہ ضرورت تو یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جو داخل نہیں۔ انہیں اس کو پھیلایا جائے۔

مصباح

یہ اخبار پندرہ روزہ عورتوں کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ اور گو بظاہر اس کے سامان نہ تھے۔ مضامین کی نسبت بھی خدشہ تھا۔ کہ مہیا نہ ہو سکیں گے۔ اور روپے کی نسبت بھی کہ اتنے خریدار کہاں سے آئیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق دی اور میں نے فرائض ادارت آنریری ادا کئے۔ اور خواتین سلسلہ سے مضامین لکھوانے میں امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی۔ اور خریدار بھی مہیا ہوئے۔ گو اتنے نہیں کہ اخراجات سے اطمینان کلی ہو جائے۔ اگر ہمارے احباب نہ صرف اپنے اپنے گھروں میں بلکہ گرد و پیش مصباح کی اشاعت بڑھانے کا عزم کر لیں۔ تو یہ اخبار بجائے ۱۶ کے ۲۴ صفحے حجم پر شائع ہو سکے۔ اور پندرہ روزہ سے ہفتہ وار ہو جائے۔ سر دست قیمت سالانہ ۲ ہے۔

احمدیہ گزٹ

یہ گزٹ صدر انجمن احمدیہ کی نظارتوں کے اعلانات و ہدایات کیلئے جاری ہے۔ ہر انجمن احمدیہ کے لئے لازمی ہے۔ کہ اس کی خریدار ہو۔ علاوہ اس کے پرائیویٹ طور پر بھی ہر احمدی مبائع اسے خرید سکتا ہے۔ اور خریدنا چاہیئے۔ اس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ سلسلہ کی نظارتوں کے ذریعہ کیا کام ہو رہا ہے اور وہ آپ سے کیا چاہتے ہیں۔ برائے نام ایک روپیہ چندہ سالانہ رکھا ہوا ہے۔ خرچ طبع وغیرہ تو اس سے بہت زیادہ ہے پس بلقدر اشاعت کو وسیع کرنا چاہیئے۔ اور جن انجمنوں نے (ایسی انجمنیں ۹۵ فیصدی ہیں) تا حال چندہ جلد دوم نہیں بھجوایا۔ وہ اپنے اپنے دوسرے چندہ کے ساتھ ایک ایک روپیہ گزٹ کے لئے بھی بھجوا دیں۔

امید ہے احباب کرام میری گذارش کیطرف پوری توجہ فرمائینگے۔

(ناظم طبع و اشاعت)

وصیتیں

۲۷۰۶ میں مسماۃ روشنائی زوجہ چوہدری سردار خاں صاحب قوم کمبھٹی عمر ۶۰ سال ساکن بھاکا بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج ۸ راکتوبر ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد جس میں ۵۰ روپیہ مہر کے بھی شامل ہیں۔ زیورات قیمتی صمار روپیہ ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میری وفات کے بعد کوئی اور مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم کو حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جاوے گا۔ کاتب الحروف حافظ رحیم بخش العبد مسماۃ روشنائی موصیہ گواہ شد سردار خاں خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد: چراغ الدین نائب مدرس بھاکا بھٹیاں بقلم خود ۸ ۲۶/۱۰

۲۶۸۲ میں محمد ابراہیم ولد شہاب الدین قوم درک عمر ۲۰ سال ساکن نواں پنڈ تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۲۶/۹/۵ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۵۰ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ دستخط عاجز محمد ابراہیم سکرٹری سیکنڈ ماسٹر ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد: مطیع الرحمٰن ایم۔ اے بنگالی۔ حال وارد قادیان گواہ شد: عبد الرحمٰن قادیانی بقلم خود۔

۲۷۱۸ میں زینب بی بی زوجہ ماسٹر محمد ابراہیم سکرٹری و سیکنڈ ماسٹر ننکانہ صاحب قوم جھمٹ عمر ۲۲ سال ساکن حقیقہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۲۶/۹/۵ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ صمار زیور قیمتی سمار روپیہ العبد: زینب بی بی بقلم خود۔ گواہ شد محمد ابراہیم خاوند موصیہ گواہ شد محمد الدین والد موصیہ گواہ شد مسماۃ نیک بی بی والدہ موصیہ۔

حبّ اٹھرا

کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لیے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ اور خوبصورت۔ اٹھرا کے اثر سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (للعہ)۔ شروع حمل سے آخیر رضاعت تک۔ تقریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوا لے پر فیصدی دس لیا جائیگا ٭

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

چھ بالکل نئے ٹریکٹ

ویدک دھرم کے بنیادی اصولوں کی تردید میں چھ ٹریکٹ حال ہی میں چھپے ہیں۔ جن میں مختلف مسائل پر نہایت ہی محققانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ حجم ہر ایک کا ۱۶ صفحہ۔ اور قیمت فی سینکڑہ تین روپے دو آنہ۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) موجودہ وید الہامی نہیں (۲) وید رشیوں کی تصنیف ہیں (۳) ویدک الہام کی حقیقت۔ (۴) تردید قدامت وید (۵) کیا وید ازلی ہیں (۶) ویدوں کی بے اعتباری ٭

جو دوست سو یا سو سے زیادہ تعداد میں منگوائیں گے انہیں بجائے تین روپے دو آنے کے دو روپے بارہ آنے فی سینکڑہ کے حساب سے مل جائیں گے۔ تھوڑی تعداد میں چھپے ہیں۔ اس لئے جلد منگوا لینے چاہئیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا ٭

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(اشتہار زیر آرڈر ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بی اے سب جج درجہ چہارم صدر شاہ پور

دعوے دیوانی نمبر ۶۴۲

ہر بھگوان ولد سوہبا رام گلاٹی بذریعہ ساون مل سکنہ ڈھوکھیڑی

بنام

اللہ یار ولد محمد یار قوم آوان سکنہ ڈھوکھیڑی۔ حالوارد کوئٹہ محلہ غریب خان۔ بر دوکان ملک قاسم علی خاں سوداگر بیوپاری [illegible]

دعوے مادہ ۱۴۵ روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں اللہ یار مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام اللہ یار مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۷/۱ ۲۸ء کو مقام صدر شاہ پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۱۱/۱۱ ۲۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت — دستخط حاکم)

(اشتہار حسب آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰۔ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب بی۔ اے سب جج بہادر۔ ڈسکہ

۱۱/۱۱۹۳ بابت سال ۱۹۲۷ء

وزیر چند ولد بھیج داس کھتری موضع نوالی مدعی

بنام

امام دین ولد خطب دین مراسی سکنہ مذکور مدعا علیہ

دعوے مبلغ للعہ روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا عنوان میں مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف اشتہار حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر امام دین مدعا علیہ بتاریخ ۲۳/۱۲ ۲۷ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر جواب دہی مقدمہ کی نہ کریگا۔ تو خلاف اس کے کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی ٭

آج بتاریخ ۷ نومبر ۱۹۲۷ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ٭

(مہر عدالت — دستخط حاکم)

سندھ انجینئرنگ کالج سکھر سندھ

میں قلیل عرصہ میں اوورسیر اور سب اوورسیر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دیجاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل سے پراسپکٹس طلب فرمائیے۔

ایک مکان بذریعہ نیلام فروخت ہوگا

۲۵ نومبر کو ایک مکان پختہ (جو بورڈنگ ہائی سکول کے راستہ پر برلب سڑک میر محمد اسحاق صاحب والے مکان کے قریب بجانب شمال ہے) بذریعہ نیلام فروخت ہونے والا ہے۔ اس مکان میں چار کمرے ہیں۔ ۶۰ فٹ لمبا اور ۵۱ فٹ چوڑا ہے۔ کل رقبہ ۱۵ مرلہ ہے جو صاحب لینا چاہیں۔ موقعہ پر آجائیں ٭

المشتہر

ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے

ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ

الخطبہ

میرے ایک دوست کیلئے جو احمدی نوجوان مولوی فاضل ہیں۔ اور جنہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے زندگی بھی وقف کی ہوئی ہے۔ نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ ساٹھ روپیہ ماہوار کے علاوہ اور بھی آمد کا ذریعہ ہے۔ دو مرلہ زمین سکنی قادیان میں خریدی ہوئی ہے جہاں مکان بنانے اور مستقل رہائش کا ارادہ ہے۔ دینی تعلیم یافتہ۔ نوعمر۔ متحمل مزاج۔ کفایت شعار رشتہ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں

ملک نذیر محمد بی اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر علی پور ضلع مظفر گڑھ پنجاب

"الفضل" میں اشتہار دینا کامیابی کی کلید ہے ٭ (مینیجر)

ہندوستان کی خبریں

مدراس ۱۴ نومبر - ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہؤا ہے کہ کانگریس کی مجلس استقبالیہ نے اس سال پنڈال کے اندر لاوڈ سپیکر لگوانے کا اہتمام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے معززین کی آواز دس گنا بلند ہو جائیگی +

میرٹھ میں پیر شجاع الدین کے ہاں کبوتر کے ایک انڈے سے چار پاؤں کا بچہ پیدا ہؤا۔ جس کے اگلے پاؤں چلنے کے کام آتے ہیں۔ اور پچھلے فضول لٹکتے رہتے ہیں +

دہلی ۱۴ نومبر - سوامی شردھانند جی کے قاتل عبدالرشید کو آج صبح پھانسی دینے کے بعد دہلی میں ہنگامہ ہو گیا۔ عبدالرشید کے رشتہ داروں نے تحریری وعدہ کر لیا تھا۔ کہ وہ نعش کو دفن کرنے کے لئے بغیر کسی جلوس کے قبرستان میں لیجائیں گے جو جیل خانہ کے سامنے ہے۔ اس پر اس کے رشتہ داروں کو نعش کی تجہیز و تکفین کے لئے جیل کے اندر آنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اس اثناء میں مسلمانوں کا بڑا بھاری مجمع جیل خانہ کے باہر جمع ہو گیا۔ اور یہ درخواست کی گئی۔ کہ نعش کو نظام الدین اولیاء دفن کرنے کی اجازت دیجائے۔ مگر یہ درخواست نامنظور کر دی گئی اس کے بعد رشتہ داروں کو نعش لیکر جانے کی اجازت دی گئی لیکن مجمع کے بے قابو آدمی آگے بڑھ گئے۔ اور پولیس کے گھیرے کو توڑ کر نعش کو شہر کی طرف زبردستی لے گئے۔ پولیس اور ملٹری نے مجمع کو بالآخر قطب روڈ پر روکا اور منتشر کر دیا۔ اور نعش کو پولیس کے پہرہ میں قبرستان پہونچایا گیا۔ جہاں پر اُس کے رشتہ داروں نے دفن کر دیا۔ دہلی کے کچھ بازاروں میں سے جس وقت جنازے کو جلدی سے لیجایا گیا۔ تو کچھ لوگ زخمی ہو گئے بیان شائع کرنے کے وقت تک ہسپتال میں جن زخمیوں کی اطلاع پہونچی ہے۔ ان کی تعداد ۲۰ اور ایک مقتول ہے۔ جو ماسوائے ایک کے باقی سب ہندو ہیں۔ تقریباً ۵۰ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں +

لاہور ۱۵ نومبر آج مسٹر پی ایل چندو لال مجسٹریٹ درجہ اول نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ جو مسٹر سلطان احمد چودہری ایڈیٹر حصار الاسلام کے خلاف ایک مخش اشتہار شائع کرنے کے الزام میں چل رہا تھا۔ ملزم کو مجرم قرار دیتے ہوئے مبلغ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم دیا ہے +

مدراس ۱۴ نومبر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اس ریزولیوشن کے مطابق جو ہندو مسلم اتحاد کے متعلق پاس کیا گیا تھا۔ کانگرس کی کارکن کمیٹی نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کام کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ممبران مقرر کئے ہیں +

ڈاکٹر انصاری۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا محمد علی۔ ڈاکٹر کچلو۔ مسٹر شروانی۔ حکیم اجمل خاں۔ مقبیر سنگھ۔ سید مرتضےٰ۔ مولانا شوکت علی۔ مولوی محمد شفیع داؤدی۔ مسٹر سری نواس آئینگر۔ بابو بھگوانداس۔ بابو شیو پرشاد گپتا۔ مسٹر گنیش شنکر ودیارتھی۔ مسز سروجنی نیڈو۔ مسٹر جے ایم سین گپتا۔ مسٹر سوبھاش چندر بوس۔ مسٹر کے نگیشور راؤ۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ مسٹر ابھیانکر سیٹھ گوبند داس۔ سردار سار دو سنگھ۔ مسٹر رنگا سوامی آئینگر۔ بابو رام چندر پرشاد۔ ڈاکٹر مراری لال۔ دیوان چمن لال پنڈت سنتانم اور ڈاکٹر ستیہ پال +

امین آباد پارک کے قضیہ نامرضیہ کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہؤا مسلمان ارکان بلدیہ احتجاج کے طور پر مستعفی ہو گئے تھے۔ لیکن بعد میں قرار پایا تھا۔ کہ بلدیہ میں موجود رہ کر اپنے مطالبات کو پورا کرانے کی کوشش کریں۔ لیکن اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور اب وہ پھر مستعفی ہو گئے ہیں +

مدراس ۱۴ نومبر - بھارتیہ استری منڈل نے شاہی کمیشن کے متعلق یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کی کوئی عورت شاہی کمیشن میں حصہ نہ لے۔ کیونکہ اس کمیشن میں کسی عورت کو نہیں لیا گیا +

لاہور ۱۳ نومبر - چوہدری رام سنگھ پنجاب کونسل کے اگلے اجلاس میں یہ سوال پوچھیں گے۔

کیا آنریبل فائننس ممبر یہ بتائیں گے۔ کہ:۔

(ا) کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ قادیان کے ایک مولوی عبدالرحمٰن نے ایک کتاب سکھ گوروؤں کا اتہاس اور گورو نانک کا مذہب شائع کی ہے۔ جس میں سکھ مذہب کی توہین کی گئی ہے۔

(ب) کیا گورنمنٹ نے اس کتاب کے مصنف کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی ہے۔ اگر نہیں کی ہے تو کیوں؟

لاہور ۱۴ نومبر "مسلم آؤٹ لک" لکھتا ہے۔ کہ ہمیں یہ معلوم ہؤا ہے۔ کہ مسٹر جناح نے شاہی کمیشن کے سلسلے میں جو کانفرنس مدعو کی تھی۔ یہ اب نہیں ہوگی۔ کیونکہ کانفرنس کی دعوت کی طرف لیڈران نے اچھی طرح دھیان نہیں دیا +

لاہور ۱۴ نومبر نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ایام کرسمس کے لئے ایک سو سے زیادہ میل کی مسافت کے واسطے رعایتی ٹکٹوں کا اعلان کیا ہے۔ یہ رعایتی ٹکٹ ریلوے مذکور کے ہر ایک اسٹیشن سے مل سکیں گے۔ فرسٹ و سیکنڈ کلاس کے مسافروں کو ۱½ کرایہ پر انٹر کلاس کے مسافروں کو ۱½ کرایہ پر اور تیسرے درجہ کے مسافروں کو ۱⅔ کرایہ پر آمد و رفت کے واپسی ٹکٹ مل سکیں گے۔ ۱۴ دسمبر سے لیکر ۳۱ دسمبر تک روانگی اور ۱۴ جنوری ۱۹۲۸ء تک واپسی کی اجازت ہوگی +

ممالک غیر کی خبریں

بیت المقدس ۱۳ نومبر - مکہ معظمہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سلطان نے ایک مجلس اصلاح اخلاق قائم کی ہے۔ جس کا مقصد سرکاری فرمان کو نافذ العمل کرنا ہے۔ جس میں لوگوں کو ڈاڑھی ترشوانے یا منڈوانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور تمام سر پر بال رکھنے یا سر منڈوانے اور یورپ والوں کے طریقوں سے احتراز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس فرمان میں مردوں کے لئے طلائی زیورات اور ریشمی کپڑوں کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جلالۃ الملک نے ان خطابات و نشانات کو استعمال کرنے کا حق بھی منسوخ کر دیا ہے جو سابق شریف حسین نے لوگوں کو عطا کئے تھے +

قاہرہ ۱۳ نومبر - آج صبح اکثر طلباء اسکولوں اور کالجوں سے غیر حاضر ہو گئے۔ اور بہت سے ان جلوسوں میں شریک ہوئے جو اس دن کی نویں سالانہ یادگار میں نکالے گئے تھے جب سعد پاشا زاغلول مصر کے لئے آزادی کا مطالبہ کرنے قصر ریذیڈنسی کو تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد طلباء کی جماعتوں نے پھولوں کی چادریں قبر زاغلول پر چڑھائیں +

اوسلو ۱۴ نومبر - ناروے کا جہاز "تالسلا" جو کلکتہ سے گیا تھا۔ اور سویڈن کا جہاز "ناکمن" جو بلادیو دستک سے گیا تھا۔ بندرگاہ میں بحالت شکستہ پہونچے ہیں۔ جس کی وجہ باہمی تصادم ہؤا +

لنڈن ۱۴ نومبر - کرنل ہارورڈ وجوڈ نے سوال کیا کہ وہ کتابیں جو مذہب اسلام کی توہین کرتی ہیں۔ اس قانون کے تحت آتی ہیں۔ جو عیسائی مذہب کی توہین کے لئے مقرر ہے اور کہ ایسی کتابوں کی فروخت اور تقسیم کے لئے اسی قسم کا قانون نافذ کیا جائے جو ہندوستان میں ہوا ہے۔

سر ولیم جائنسن ہکس نے جواب دیا۔ کہ حکومت اس صدمہ سے ناآشنا نہیں۔ جو ایسا حملہ کرنے سے کسی مذہب کے پیرووں کو ہوتا ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں۔ کہ ایسی مطبوعات پر کوئی کارروائی کی جاسکے جو حقیقی طور پر ہتک آمیز اور گندی نہیں۔ اس لئے حکومت قانون کو تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں +

لنڈن ۱۴ نومبر - ایوان عام میں مسٹر اینی سمتھ (حزب العمال رکن) کو جواب دیتے ہوئے ارل ونٹرٹن نے کہا "مدر انڈیا" کی اشاعت کے سلسلے میں مس میو کو درست حقائق کے متعلق سرکاری اطلاع بہم پہونچائی گئی تھی۔ اور یہ اطلاع جو شخص حاصل کرنا چاہے۔ حاصل کر سکتا ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)